سلسلہ عالیہ احمدیہ کا سب سے پہلا مشہور و معروف اخبار جسکو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنا ایک بازو قرار دیا

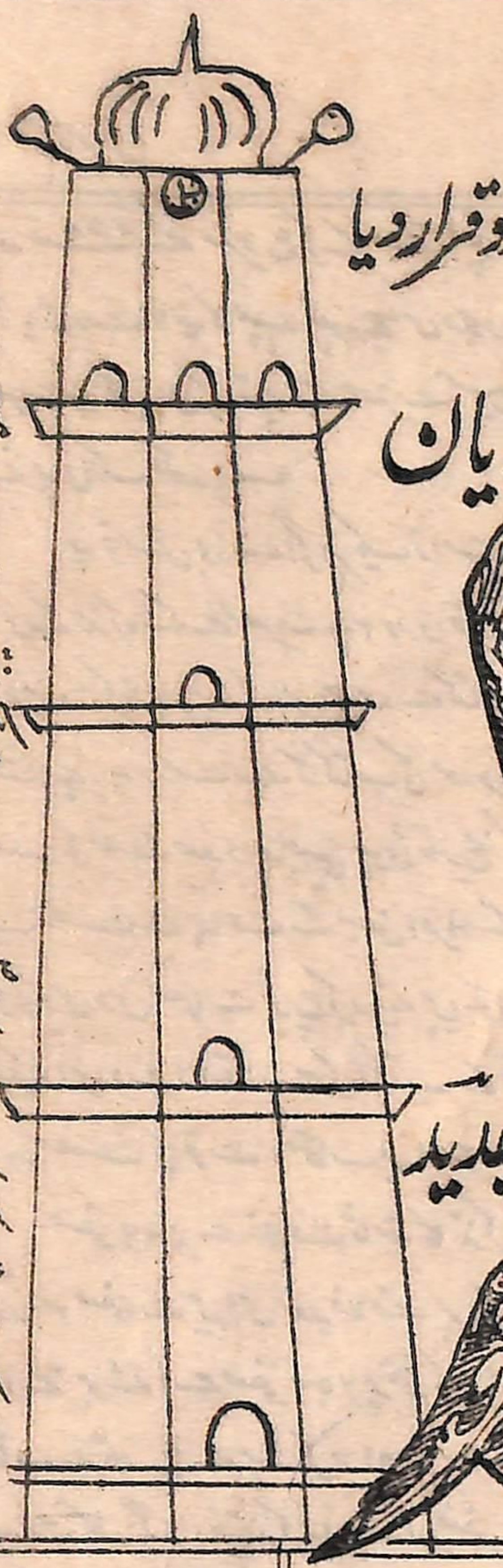

بخرام کہ وقت تو نزدیک رسید و پائے محمدیان بر منار بلند تر محکم افتاد (الہام حضرت مسیح موعود)

الحکم

اِنَّ اللّٰہَ لَا یُغَیِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰی یُغَیِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِہِمْ

قادیان

ہفتہ وار اخبار

دور جدید

چہ گویم با تو گر آئی چہا در قادیاں بینی
دوا بینی شفا بینی غرض دار الاماں بینی

بیا در بزم مستاں تا بہ بینی عالمے دیگر
بہشتے دیگر و ابلیس دیگر آدمے دیگر

چندہ سالانہ
حکومت اور والیان ریاست سے ۸ا
امراء و رؤساء سے ... صـہ ر
معاونین سے .... عـہ ر
عوام سے .... صـہ ر
ممالک غیر سے .... ۶/۱۲ ر

مدیر اعلیٰ:-
شیخ یعقوب علی تراب احمدی عرفانی
مدیر مسئول:-
شیخ محمود احمد عرفانی مجاہد مصری

جلد ۴۷ | مورخہ ۷؍۱۴ مارچ سنہ ۱۹۴۳ء مطابق ۷؍۱۴ امان سنہ ۱۳۲۲ ہش | نمبر ۸ و ۹

میری کتاب مرکز احمدیت
(پر)
موقر ماہانہ ریویو آف ریلیجنز کا ریویو

یہ کتاب اخی المکرم جناب شیخ محمود احمد صاحب عرفانی ایڈیٹر "الحکم" کی تازہ تصنیف ہے۔ جو آپ نے گذشتہ جلسہ سالانہ پر شائع فرمائی۔ پوری کتاب کا مطالعہ کرنے کے بعد پڑھنے والا اس نتیجہ پر پہنچتا ہے۔ کہ ایک علمی چیز میں جرنلزم کو نہایت خوبی سے سمویا گیا۔ اور احمدیت اور مرکز احمدیت کو غیروں میں بڑی کامیابی سے روشناس کرایا گیا ہے۔ کتاب ۲۰×۳۰/۱۶ سائز کے ۶۵۴ صفحات پر تمام ہوئی ہے۔ اور آخری حصہ کے مضامین بہ سبب شدید اختصار کے تشنہ رہ گئے ہیں۔ بلکہ بقول مصنف اس حصہ میں انہوں نے کتاب کا اچھی طرح سے گلا گھونٹا ہے۔ اس لئے جس زوردار طریق پر کتاب کا آغاز ہوا تھا۔ اتنا شاندار اس کا اختتام نہیں۔ شروع کے ۷۶ صفحات میں قادیان کی بنیادی تعمیر اور اس کے بانیوں کی تاریخ بیان کی گئی ہے۔ اور قدیم قادیان کے حالات کے متعلق جناب بھائی عبد الرحمن صاحب قادیانی۔ جناب میاں امام الدین صاحب سیکھوانی۔ حضرت پیر سراج الحق صاحب نعمانی۔ پنڈت موہن لال صاحب اور خود مصنف کی چشم دید شہادتیں درج کی گئی ہیں۔

جس طرح قادیان کی تعمیر مرزا ہادی بیگ کے ہاتھوں سے ہوئی۔ اسی طرح اس کے دورِ جدید کا آغاز اس زمانہ کے ہادی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ذریعہ سے ہوا۔ اس نسبت سے مصنف نے دور جدید کے بیان کی ابتدا حضور علیہ السلام کے ذکر سے کی ہے۔ اور اس تذکرہ کی وسعت کو سوا صد صفحات میں سمیٹنے کی کوشش کی ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنے تئیں فارسی الاصل قرار دیا ہے۔ اور اپنی تصنیف "حقیقۃ الوحی" میں لکھا ہے۔ کہ "اس عاجز کا خاندان دراصل فارسی ہے۔ ..... نہ معلوم کسی غلطی سے مغلیہ خاندان کے ساتھ مشہور ہو گیا۔" حضرت اقدس ع کا یہ دعویٰ دراصل الہام الٰہی پر مبنی ہے۔ جیسا کہ حضور ع نے کتاب البریہ میں لکھا ہے۔ ضرورت تھی۔ کہ اس دعویٰ پر تاریخ کی روشنی میں روشنی ڈالی جاتی۔ اور اس صداقت کی تائید میں تاریخی شواہد مہیا کئے جاتے۔ جماعت میں ابھی تک اس طرف توجہ پیدا نہیں ہوئی۔ مکرم مولوی عبد الرحیم صاحب درد ایم۔ اے نے اپنے ایک دلچسپ اور علمی مضمون میں اس بحث کو اٹھایا ہے۔ لیکن پھر بھی ابھی تک یہ مضمون تشنہ ہے۔ اور پوری طرح اس غلطی کا سراغ نہیں لگایا جا سکا۔ کہ آپ کا خاندان جو دراصل فارسی ہے۔ کیونکر مغل مشہور ہو گیا۔ خیال تھا۔ کہ بانیان قادیان کی تاریخ میں فاضل مصنف اس بحث کو اٹھائیں گے۔ لیکن انہوں نے بھی اس تذکرہ کو چھوڑ دیا ہے۔ کتاب کا جو اندازہ انہوں نے پیش نظر رکھا ہے۔ اسکی بنا پر شاید اس بحث کو انہوں نے اپنی تصنیف کے دائرہ سے باہر سمجھا ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تاریخ پیدائش اور اس کے ساتھ آپ کی عمر کا مسئلہ دیر سے زیر بحث چلا آتا ہے۔ لیکن اس بارے میں حضرت مرزا بشیر احمد صاحب ایم۔ اے کی تحقیق کے بعد حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی عمر کا مسئلہ طے شدہ سمجھنا چاہیئے۔ اور یہی قرار دینا چاہیئے۔ کہ آپکی پیدائش ۱۳؍ فروری سنہ ۱۸۳۵ء مطابق ۱۴؍ شوال سنہ ۱۲۵۰ھ بروز جمعہ بوقت نماز فجر ہوئی۔ لیکن عمر کے ساتھ آپ کے سوانح کے متعلق یہ مسئلہ بھی اختلافی بن جاتا ہے۔ کہ آپ کی پہلی شادی کس عمر میں ہوئی۔ ڈاکٹر بشارت احمد صاحب لاہوری نے بھی ایک کتاب حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی سیرت اور سلسلہ کی تاریخ کے متعلق "مجدد اعظم" کے نام سے لکھی ہے۔ اس میں انہوں نے پہلی شادی کے وقت کی عمر ۱۹ سال بیان کی ہے۔ مگر یہ بیان درست نہیں معلوم ہوتا۔ صحیح حقیقت وہی ہے۔ جو عرفانی صاحب نے بیان کی ہے۔ کہ آپ کی پہلی شادی سنہ ۱۸۴۹ء میں ہوئی۔ جبکہ آپ کی عمر قریباً ۱۵ برس کی تھی۔

کسی مصنف کی ذہنی کاوشوں کے امتحان کا وقت وہ ہوتا ہے۔ جب اسے کسی واقعہ کے پس منظر کو تلاش کرنا پڑتا ہے۔ اور اسے علل و وجوہ کی تلاش ہوتی ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے نکاح ثانی کو روحانی تاریخی اور عمرانی جہت سے زبردست اہمیت حاصل ہے۔ ڈاکٹر بشارت احمد صاحب لاہوری کی پرواز خیال صرف یہیں تک آ کر رک گئی۔ کہ حضرت اقدس ع کو چونکہ مامور کے منصب پر فائز کیا جانا تھا۔ اس لئے ضروری تھا۔ کہ آپ کے گھر میں مہمانوں کی خاطر و مدارات کے لئے اور اس لئے کہ ایک مجرد آدمی کے گھر میں خواہ وہ کتنا ہی متقی کیوں نہ ہو۔ مستورات نہیں آسکتیں۔ آپ نکاح ثانی کرتے۔ حالانکہ اس سے مقدم وجہ وہ ہے۔ جس تک عرفانی صاحب کی نظر پہنچی ہے۔ اور جس کا ذکر آپ نے اپنی کتاب کے ص ۱۵۰ میں "آپ کی دوسری شادی" اور ص ۲۲۴ میں "ذریت طیبہ" کے زیر عنوان کیا ہے۔ حضرت ام المومنین کے بطن سے جو اولاد پیدا ہوئی۔ اسکی تفصیل دینے میں عرفانی صاحب سے کسی قدر تسامح ہوا ہے۔ آپ نے کل نو بچے گنائے ہیں۔ بحالیکہ کل بچے دس تھے۔ صاحبزادہ مرزا مبارک احمد کے بعد صاحبزادی امۃ النصیر کا نام چھوٹ گیا ہے۔ جنکی پیدائش سنہ ۱۹۰۳ء میں ہوئی۔ یہ صاحبزادی صاحبزادہ مبارک احمد سے چھوٹی اور صاحبزادی سیدہ امۃ الحفیظ سے بڑی اور پیدائش کے سال ہی میں فوت ہو گئی۔ اسی قسم کی ایک فروگذاشت حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی کے بچوں کے شمار میں بھی ہوئی ہے۔ اس میں مرزا رفیع احمد کا نام چھوٹ گیا ہے۔ جو حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی کی حرم سیدہ سارہ بیگم مرحومہ کی نشانی ہے۔

کتاب کے صفحہ ۲۵۷ کا عنوان "خلافت اولیٰ" ہے۔ اس کے

بعد صفحہ ۲۵۸ سے شروع کرکے صفحہ ۲۶۵ پر اسے ختم کر دیا ہے۔ گویا قدرتِ ثانیہ کا پہلا ظہور جو اس وجود سے ہوا۔ جس کے علوِ شان کو بیان کرتے ہوئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے یہاں تک لکھ دیا ؎

چہ خوش بودے اگر ہر یک ز امت نور دیں بودے

اس کے تذکرہ کے لئے صرف ۳½ ورق خرچ کئے ہیں۔ اور ہمیں اعتراف کرنا چاہیئے۔ کہ اس جہت سے کتاب بہت حد تک تشنہ ہے۔ یہ درست ہے۔ کہ کتاب کی محدود وسعت میں سلسلہ کی نصف صدی پر پھیلی ہوئی تاریخ کو سمیٹنا تھا۔ لیکن جب مصنف نے جماعت کے بعض افراد کے تذکرہ کے لئے نو نو دس دس صفحات خرچ کر دیئے ہیں تو اس زریں دور کا تذکرہ اس درجہ اختصار سے کرنا کتاب کے توازن پر دھبہ اور مصنف کی قوت انتخاب پر اعتراض کا موجب ہے۔

صفحہ ۲۶۶ سے خلافت ثانیہ کا تذکرہ شروع ہوتا ہے اور ۳۰ صفحات میں اس دورِ خلافت پر ایک طائرانہ نگاہ ڈالتے ہوئے اسے صفحہ ۲۹۶ پر ختم کر دیا ہے۔ اس کے بعد کتاب نے تاریخ سے ہٹ کر براہِ راست سیرت کا رنگ اختیار کر لیا ہے۔ اور صفحہ ۴۰۴ تک اسکی یہی کیفیت چلی گئی ہے۔ اس حصہ میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے صحابہ۔ سلسلہ کی خواتین اور جماعت کے شہداء کا تذکرہ ہے۔ پھر قادیان کی مادی ترقی۔ احمدیہ جوبلی اور سلسلہ کے مرکزی نظام کی طرف توجہ دلائی گئی ہے۔ بعدہٗ سلسلہ کے مصنفین اور صحافیین کا تذکرہ بھی بہت دلچسپ ہے۔ اس تذکرہ میں ہمارے لئے زیادہ دلچسپی کی چیز یہ ہے۔ کہ اسمیں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے سلطان القلم ہونے کے ایک دوسرے پہلو کی طرف توجہ دلائی گئی ہے۔ یقیناً خود حضور کو قلم پر پورا اقتدار حاصل تھا۔ اور ہر وہ شخص جو ذوقِ ادب سے ناآشنا نہیں۔ حضور کے رشحاتِ قلم کی برگزیدگی کا اعتراف کرنے پر مجبور ہے۔ اور اس وجہ سے بلاشبہ آپ سلطان القلم تھے۔ لیکن اس خطاب عزت کے مفہوم کا وہ پہلو بھی بہت لطیف ہے۔ جس کی طرف قابل مصنف نے اشارہ کیا ہے۔ یعنی یہ کہ اصحاب قلم کی سرداری اور ان پر سلطنت اور اقتدار آپ کو حاصل ہوگا۔ اور اہل قلم کا ایک جرار لشکر آپ کو عطا کیا جائے گا۔

سلسلہ کے اخبارات و رسائل کے ذکر میں انگریزی رسالہ البشریٰ کا تذکرہ ضروری تھا۔ جو قادیان سے جاری ہوا تھا۔ اسی طرح صحافیین کے تحت جناب ملک غلام فرید صاحب ایم۔ اے کا ذکر نہیں کیا گیا۔ بحالیکہ آپ کئی سال تک ریویو آف ریلیجنز انگریزی اور سن رائز کے ایڈیٹر رہے ہیں۔

سلسلہ احمدیہ کی ترقی کے لئے کچھ خاص تحریکوں کے ذکر کے بعد صفحہ ۴۵۲ کے آخر پر پہنچکر کتاب تمام ہو جاتی ہے۔ اور انسان سلسلہ کی تاریخ اور اس کے متعلق عام معلومات کے کئی پہلو اپنے دماغ میں سمیٹ کر اپنے دماغ کو تھکائے بغیر کتاب کو ختم کر دیتا ہے۔

ایک دوست نے پوچھا۔ کہ کتاب تو مرکز احمدیت قادیان کے متعلق تھی۔ لیکن اس میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تعلیم۔ آپ کے نشانات۔ آپ کی ذریت طیبہ اور دوست احباب کے تذکروں کو شامل کیا گیا ہے۔ حالانکہ ہم سمجھتے تھے۔ کہ یہ قادیان گائیڈ کی سی کوئی چیز ہوگی۔ لیکن ہم سمجھتے ہیں۔ کہ فرق صرف نقطہ نگاہ کا ہے۔ اور اس کا جواب انہیں خود مصنف کے ان الفاظ میں مل جائے گا۔ کہ

"قادیان جدید آج میرے نزدیک کسی بستی کا نام ہی نہیں رہا۔ بلکہ اس مقصد اور مغز کا نام ہو گیا ہے۔ جو مقصد اور مغز مسیح موعودؑ کے آنے میں پنہاں تھا۔ جب ہم قادیان کا نام بولیں گے۔ تو اس کے پیچھے ایک شخص پنہاں ہے۔ جو مسیح موعود ہے۔ اور ایک تعلیم پنہاں ہے۔ جو آپ لائے۔"

گو ہم نے کتاب کا مختصر تجزیہ کرتے ہوئے اس کے بعض مسامحات کا بھی ذکر کیا ہے۔ جو ہم سمجھتے ہیں۔ محض جلدی میں اشاعت کی وجہ سے اس میں راہ پا گئیں۔ ورنہ کتاب اپنی ذات میں مختلف اعتبارات سے بہت دلچسپ۔ موثر اور قابل قدر ہے۔ اور ہماری شدید خواہش ہے۔ کہ دوست اسکی خریداری اس حد تک بڑھا دیں۔ کہ مصنف بہت جلد یہ اعلان کرنے پر مجبور ہو جائیں۔ کہ فروخت کے لئے کوئی نسخہ اب ان کے پاس موجود نہیں۔

کتاب مجلد ہے۔ اور اسکی قیمت دو روپے چار آنے ہے۔ جو کاغذ کی موجودہ گرانی کے زمانہ میں نہایت واجبی ہے۔ مینیجر صاحب دفتر "الحکم" سے طلب کی جائے۔

(ریویو ماہ اپریل ۱۹۴۳ء)

حضرت ام المؤمنین مدظلہا العالی کا ارشاد

آجکل حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ کیلئے خصوصیت سے دعائیں کیجائیں

چونکہ آج کل بعض احباب نے میرے پیارے بچے محمود اور جماعت کے موجودہ امام کے متعلق بعض خوابیں دیکھی ہیں۔ اسلئے میں جماعت کے احباب سے درخواست کرتی ہوں۔ کہ وہ اپنے امام کے لئے آجکل خصوصیت کے ساتھ دعائیں کریں۔ کہ اللہ تعالےٰ اسے تمام خطرات اور تکالیف سے محفوظ رکھے۔ اور اعلےٰ سے اعلےٰ خدمتِ دین کے ساتھ لمبی اور صحت کی عمر عطا کرے۔ آمین۔ ام المؤمنین قادیان (۱۵ مارچ ۱۹۴۳ء)

حضرت خان بہادر مولوی غلام حسن صاحب پشاوری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی وفات

سلسلہ کے تمام احباب کو روزنامہ الفضل کے ذریعے یہ اندوہناک خبر مل چکی ہے۔ کہ حضرت خان بہادر مولوی غلام حسن صاحب پشاوری مورخہ ۲ فروری ۱۹۴۳ء کو دس بجے رات وفات پا گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ حضرت مولوی صاحب کو خاندانِ نبوت سے نسبت صہری تھی۔ اس لئے وہ آخری ایام میں قادیان میں ہی تشریف لے آئے تھے۔ وہ ایک بہت بڑے عالم اور جید عالم تھے۔ اور باعمل اور متقی انسان تھے۔ یہی وجہ تھی۔ کہ خدا تعالےٰ نے ان کے خاندان کا پیوند خاندانِ مسیح موعودؑ سے لگا دیا تھا۔ خلافت ثانیہ کی ابتدا میں وہ بوجہ اس حسن ظن کے جو ان کو مولوی محمد علی صاحب اور خواجہ صاحب وغیرہ اصحاب سے تھا۔ وہ خلافت ثانیہ سے الگ ہو گئے تھے۔ اور منکرین خلافت نے ان کو اپنی جگہ خلیفۃ المسیح بھی چنا تھا۔ ان کی نیکی۔ علم۔ رسوخ اور مجلس معتمدین کی ممبری اور خاندانِ نبوت سے تعلق رشتہ داری کی وجہ سے بعض لوگوں کو ٹھوکر بھی لگی۔ مگر چونکہ مولوی صاحب ایک متقی انسان تھے۔ اسلئے خدا تعالےٰ ان کو تمام بندھنوں کے باوجود ایک لمبے عرصے کے بعد خلافت کی طرف لے آیا۔ اور وہ خلافت حقہ کے دامن میں آ گئے۔

سالانہ جلسہ کے ایام میں حضرت والد صاحب عرفانی کبیر ان کو ملنے کے لئے گئے۔ اس وقت ان کی حالت اچھی تھی۔ والد صاحب نے کہا۔ کہ محمود احمد کسی وقت آئے گا۔ آپ اسے اپنے حالات لکھوا دیں۔ فرمانے لگے۔ کہ کونسے حالات؟ ایام بغاوت کے! اس مختصر سے جواب سے ان کے قلب کی گہرائی میں جو کچھ سرِ مکنون بن کر پڑا ہوا تھا۔ وہ سب باہر نکل آیا۔ گویا ان کو اپنی زندگی کے اس حصہ پر بڑی ندامت تھی۔ جو انہوں نے خلافت سے دوری میں گزارا۔ اور اسے ایام بغاوت قرار دیا۔ والد صاحب نے عرض کی۔ میں تو آپ کو مجتہد خیال کرتا ہوں۔ اور ایک مجتہد کو اپنے اجتہاد میں غلطی بھی لگ سکتی ہے۔ اور ایسا ہی آپ کے ساتھ ہوا۔ مگر چونکہ آپ کی نیت نیک تھی۔ اسلئے خدا تعالیٰ نے آپ کو ضائع نہ کیا۔ اور واپس لے ہی آیا۔ اس پر حضرت مولانا نے مسکرا کر خاموشی اختیار کر لی۔ پھر والد صاحب نے ان کی تفسیر کا ذکر کیا۔ تو فرمایا۔ کہ اس میں بھی اب بہت اصلاح اور نظر ثانی کی ضرورت ہے۔ والد صاحب نے عرض کی۔ کسی وقت لکھوا دیں۔ پھر چھپ جائے گا۔ تو کہنے لگے۔ کہ ہاں اگر موقعہ ملا۔ تو ایسا ہی کروں گا۔ اس سے بھی معلوم ہوتا ہے۔ کہ وہ اپنے آخری ایام میں اپنی ہر لکھی ہوئی تحریر کے اس حصہ پر نظر ثانی کرنے کا عزم رکھتے تھے۔ جو اس زمانہ بعد میں ان کی قلم سے نکلا۔ یہی وہ لوگ ہیں۔ جن کی نسبت رسول کریم صلے اللہ علیہ و آلہٖ وسلم نے فرمایا ہے۔ کہ التائب من الذنب کمن لا ذنب لہ۔ جو اپنی غلطی سے توبہ کر لیتا ہے۔ وہ تو ایسا ہے۔ گویا کہ اس سے کوئی غلطی ہوئی ہی نہیں۔ حضرت مولوی صاحب نے ۹۲ سال کی لمبی عمر پائی۔ دینی اور دنیاوی وجاہت سے حصہ پایا۔ کثرت آل و اولاد اور مال و نعم سے مالامال ہوئے۔ اور بالآخر قادیان میں وفات پا کر قطعہ صحابہ قدیم میں جگہ پائی۔ تقریباً ایک ہزار بندگان خدا جنازے میں شریک ہوئے۔ حضرت امیر المؤمنین ایدہ اللہ بنصرہ العزیز افراد خاندانِ نبوت صحابہ مسیح موعودؑ کی ایک بڑی جماعت اس باخدا انسان کو آخری وداع کہنے کے لئے موجود تھے۔ دعا ہے۔ کہ مرحوم و مغفور کو جنت کے اعلیٰ مقام پر فائز فرمائے۔ آمین اور ان کی سب اولاد کو ان کی نیکیوں اور فضلوں کا وارث بنائے۔ آمین۔

سیرت المہدیؑ کا ایک ورق

روایات مفتی فضل الرحمن صاحب مرحوم

(۲)

(بتوسط صیغہ تالیف و تصنیف قادیان)

(۸) جب مولوی کرم دین بھین والے نے جہلم کی عدالت میں حضور علیہ السلام پر دعویٰ کیا۔ تو اس کے بعد مجسٹریٹ نے سمن جاری کیے۔ جب ان کی تعمیل ہو گئی۔ تو مقررہ تاریخ پر پیش ہونے کے لئے ہم لوگ قادیان سے روانہ ہوئے۔ بٹالہ سے ریل پر سوار ہو کر رات کو لاہور پہنچے۔ ان دنوں بارش کی بہت کمی تھی۔ لاہور پہنچنے پر نماز کے وقت لوگوں نے عرض کی۔ کہ حضور بارش کے لئے دعا فرمائیں چنانچہ حضور نے دعا کی۔ اور رات بھر ترشح ہوتا رہا۔

(۱۰) دوسرے دن صبح فجر کی نماز کے بعد حضور علیہ السلام نے فرمایا۔ کہ رات کو کثرت سے بار بار یہ الہام ہوا ہے۔ اریک برکات من کل طرف۔ چنانچہ صبح ۷ بجے کی ٹرین پر ہم لوگ جہلم کے لئے سوار ہوئے۔ اور اس الہام کا ظہور گاڑی کے چاروں طرف دیکھا۔ گاڑی خوب زور سے چل رہی تھی۔ اور لوگ ہزاروں کی تعداد میں راستہ میں دوڑے آ رہے تھے۔ حالانکہ وہ جانتے تھے۔ کہ ہم گاڑی کو پکڑ نہیں سکتے۔ سٹیشنوں پر اتنا ہجوم کہ نہ کوئی آنے کا ٹکٹ پوچھتا نہ جانے کا۔ گاڑی میں اس قدر مخلوق کہ تل دھرنے کے لئے جگہ نہ تھی۔

(۱۱) منشی نواب خاں صاحب تحصیلدار گجرات نے کھانا تیار کروا کر دیگچوں میں ہی گجرات سٹیشن پر لا کر رکھوا دیا۔ اور حضور علیہ السلام کے گجرات سٹیشن پر پہنچتے ہی وہ پیش کر دیا۔ اس پر حضور علیہ السلام نے اسکی تقسیم پر مجھے متعین فرمایا۔ اسوقت کھانے کی تقسیم میں احمدی غیر احمدی کا کوئی امتیاز نہ تھا۔ گاڑی میں کھانے کے برتن رکھ دیئے گئے۔ اور لوگ اپنے ہاتھوں سے نکال نکال کر کھاتے تھے۔ لالہ موسیٰ کے سٹیشن پر کافی وقت گاڑی ٹھیرتی تھی۔ یہاں خالی برتن پلیٹ فارم پر رکھ دیئے گئے

(۱۲) اس کام سے فارغ ہو کر میں سیکنڈ کلاس کے ڈبہ میں حضورؑ کے پاس گیا۔ وہاں کافی تعداد میں احباب موجود تھے۔ حضورؑ نے مجھے مخاطب کر کے فرمایا۔ کہو میاں کھانا تقسیم ہو گیا۔ میں نے عرض کیا۔ حضور خالی برتن سٹیشن پر اتار دیئے ہیں۔ فرمایا تم نے خود بھی کھایا۔ عرض کیا حضور ابھی نہیں۔ اس پر حضورؑ نے اوپر کے بنچ سے ایک پیالہ فرنی کا اٹھا کر مجھے دیا۔ اور فرمایا۔ تم اسے کھا لو۔ اس وقت بہت سی حریص آنکھیں میری طرف اٹھیں۔ مگر میں کھاتا رہا۔ اور بہت تھوڑے ہاتھ میرے ساتھ شریک ہوئے۔

(۱۳) جہلم پہنچ کر اسٹیشن سے لیکر کوٹھی سردار ہری سنگھ صاحب رئیس جہلم تک ہجوم کا کوئی اندازہ نہ تھا۔ راجہ غلام حیدر صاحب تحصیلدار منتظم تھے۔ مگر ان کی کچھ پیش نہ جاتی تھی۔ تحصیلدار صاحب نے مجھے کہا۔ کہ عرض کر دو۔ کہ مخلوق زیارت کرنا چاہتی ہے۔ حضور اگر حکم دیں۔ تو ایک کرسی چھت پر رکھدی جائے۔ اور آپ اس پر بیٹھ کر لوگوں کو شرف زیارت بخشیں۔ اس پر حضور علیہ السلام نے فرمایا۔ بہتر ہے۔ چنانچہ ایک کرسی چھت پر رکھی گئی۔ جس پر حضور علیہ السلام تشریف فرما ہوئے میں اس کرسی کی پشت پر کھڑا تھا۔ چند منٹ تک حضور اس پر بیٹھے رہے۔ پھر نیچے تشریف لے آئے۔

(۱۴) سردیوں کے دن تھے۔ میں ایک رات گھر میں سویا ہوا تھا۔ کہ میری آنکھ کھل گئی۔ اور دل میں خیالات کا تانتا لگا۔ کہ گورداسپور میں جو کرم دین کے ساتھ مقدمہ چل رہا ہے۔ اس میں مختلف دوستوں نے مختلف کام اپنے ذمہ لئے ہوئے ہیں۔ صرف میں ہی ایک شخص ہوں۔ جو کسی کام میں حصہ نہیں لے سکا۔ مجھے بھی کچھ نہ کچھ ضرور حصہ لینا چاہیئے۔ آخر سوچتے سوچتے یہ تجویز ذہن میں آئی۔ کہ اس وقت میرے پاس ایک چھوٹی سی گھوڑی ہے۔ اس سے کام لوں۔ اور ہر روز صبح کو جا کر مقدمہ کے مفصل حالات معلوم کر کے شام کو قادیان آ کر حضرت اقدسؑ کو سنایا کروں۔ آخر اس تجویز کو دل میں پختہ کر کے میں اٹھا۔ کپڑے پہنے۔ اور گھوڑی پر زین لگا کر چلنے پر آمادہ ہوا۔ تو میری مرحومہ بیوی نے پوچھا۔ کہ آدھی رات کو کہاں چلے ہو۔ میں نے سارا واقعہ سنایا۔ اس پر اس نے کہا۔ بہت اچھا جاؤ۔ مگر جب میں گھوڑی لے کر باہر نکلا۔ تو ایک شیطانی وسوسہ میرے لئے روک بن گیا۔ یعنی اس وقت یہ خیال آیا۔ کہ فلاں مریض آج وعدہ کر گیا ہے۔ کہ صبح کو آپ کو ایک روپیہ دوں گا۔ اور دو نئے بیمار آئے ہیں۔ جو حضرت مولوی صاحب رضؓ نے میرے سپرد کئے ہیں۔ کچھ ان سے بھی ملے گا۔ اگر اس وقت روانہ ہو گیا۔ تو یہ نقصان ضرور ہو گا۔ اس پر میں نے گھوڑی پھر باندھ دی۔ اور اندر جا کر لیٹ رہا۔ اور یہ ذکر بیوی سے بھی کر دیا۔ اس نے کہا۔ اپنی مرضی دیکھ لو۔ باہر نکل کر سردی ضرور لگی ہو گی۔ مگر میں سو رہا۔ جب میں سو گیا۔ تو خواب میں دیکھتا ہوں۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام غصہ سے منہ سرخ کئے ہوئے اور ہاتھ کو اس طرح اٹھائے ہوئے کہ گویا مجھے مارنے لگے ہیں۔ فرماتے ہیں۔ کہ اُٹھ تو دنیا کا کتا بن گیا ہے۔ یا بننے لگا ہے۔ جس سے فوراً میری آنکھ کھل گئی۔ دیکھا تو سحری کا وقت تھا۔ میں اٹھا۔ کپڑے پہنے اور گھوڑی تیار کی۔ کوئی میل ڈیڑھ میل گیا تھا۔ کہ خیال آیا۔ کہ ایک پیسہ بھی پاس نہیں۔ وہاں دن بھر گھوڑی کیا کھائے گی۔ اور خود کیا کھاؤں گا۔ مگر دل نے یہی فیصلہ کیا۔ کہ اللہ پر توکل کرو۔ اور چلے چلو۔ اب پیچھے نہیں ہٹنا۔

چنانچہ چلتے چلتے صبح کی اذان کے وقت موضع اونچے ٹھیکری والہ میں سے گذرنے لگا۔ تو ایک آدمی جو غالب موچی تھا۔ دوڑتا ہوا آیا۔ اور کہا۔ کہ میرا باپ رات سے سخت بیمار ہے۔ ہم آپ کی طرف چلے تھے۔ آپ اس کو دیکھیں۔ میں گیا۔ دیکھا۔ اسکو شدید قولنج تھی۔ اس وقت میرے پاس کوئی پچکاری کا سامان نہ تھا۔ میں نے حقہ کی نڑی لے کر اس پر آگ رکھنے والا ہوچہ (ٹوپی) رکھا اور دوسری طرف نڑی اس کے پاخانہ کی جگہ داخل کر کے صابن تیل وغیرہ کا پانی بنا کر حقنہ کیا۔ اللہ کے فضل کی بات ہے۔ کہ تین دفعہ کرنے سے اس کو خوب اجابت ہو گئی۔ اور بڑے بڑے سدے نکلے۔ اسکو آرام ہو گیا۔ کچھ دوائیں لکھ دیں۔ کہ قادیان سے لا کر اسے دو۔ اور میں آگے چل پڑا۔ انہوں نے مجھ کو تین روپے دیئے۔ میرا گورداسپور کا خرچ بن گیا۔ اب میں جلدی جلدی چل کر ۸ بجے گورداسپور پہنچ گیا۔ دن بھر کے حالات و بیانات قلمبند کرتا رہا۔ شام کے چار بجے وہاں سے روانہ ہو کر ۸ بجے قادیان آ پہنچا۔ اور یہاں کے بعض دوستوں کو ان حالات کا کچھ حصہ سنایا۔ اس پر ماسٹر عبد الرحمن صاحب بی۔ اے نو مسلم نے مسجد میں جا کر حضور انور سے کہا۔ کہ فضل الرحمن آج کے حالات گورداسپور سے لکھ کر لایا ہے۔ چنانچہ حضور علیہ السلام نے اسی وقت مجھے بلا بھیجا۔ اور سارے حالات سنکر فرمایا۔ کہ صبح بھی جاؤ گے؟ جب میں نے آمادگی ظاہر کی۔ تو حضورؑ نے کچھ نوٹ لکھوائے۔ کہ یہ مولوی محمد علی صاحب کو سنا دینا۔ چنانچہ دوسرے دن علی الصبح میں پھر روانہ ہو گیا۔ دوسرے دن جب شام کو واپس آیا۔ تو حضورؑ کو میرا انتظار تھا۔ اس دن جماعت کپورتھلہ کے دوست منشی محمد خاں صاحب مرحوم اور میاں ظفر احمد صاحب وغیرہ تشریف لائے ہوئے تھے۔ حضور علیہ السلام کو جب واقعات سنا کر گھر پر آیا۔ تو حضور علیہ السلام کی طرف سے پیغام آیا۔ کہ میں ایک خط تم کو بھیجتا ہوں۔ وہ مولوی محمد علی صاحب کو دے دینا۔ رات کو منشی محمد خاں صاحب وغیرہ سبھی دوست میرے پاس ہی تھے۔ انہوں نے کہا۔ یہ بہت بڑا کام ہے۔ جو آپ نے اپنے ذمہ لیا ہے۔ مگر آپ کی گھوڑی چھوٹی سی ہے۔ یہ اس کو نبھا نہ سکے گی۔ مگر میں علی الصبح پھر روانہ ہو گیا۔ جب میں گورداسپور پہنچا۔ اور مولوی محمد علی صاحب کو حضور علیہ السلام کا خط دیا۔ تو انہوں نے کہا۔ کہ حضرت صاحب نے لکھا ہے۔ کہ آپ کی گھوڑی کا اور آپ کا خرچ ہم دیں گے۔ خیر شام کو جب میں واپس قادیان پہنچا۔ تو ایک آدمی مکان کے دروازہ پر گھوڑا اور ایک خط لے کر بیٹھا ہوا تھا۔ اس خط میں منشی محمد خاں صاحب مرحوم نے لکھا تھا۔ کہ وہ گھوڑی آپ کی کام نہ دے گی۔ میں گھوڑا بھیجتا ہوں۔ اس سے کام لیں۔ اور میرے لئے دعا کیا کریں۔ چنانچہ اگلے دن سے میں اس گھوڑے پر جانے لگا۔ اس دن شام کو واپس آ کر منشی محمد خاں صاحب مرحوم کا خط دکھلایا۔ تو حضورؑ بہت خوش ہوئے۔ اور فرمایا۔ یہاں کا خرچ گھوڑے کا بھی ہم دیا کریں گے چنانچہ دو سال تک وہ گھوڑا کام کرتا رہا۔ ایک دن گھوڑا بیمار ہو گیا۔ یعنی اسکی چاروں ٹانگیں لنگڑی ہو گئیں۔ اتوار کا دن تھا۔ علی الصبح حضورؑ نے مجھے بلایا۔ کہ ایک خط مجسٹریٹ کے پاس لے جانا ہے۔ اور جلد ہی اس کا جواب بھی لانا ہے میں نے کہا۔ حضور گھوڑا بیمار ہے۔ فرمایا۔ میں گھوڑے کے لئے دعا کروں گا۔ اور تمہارے لئے بھی۔ میں نے عرض کیا۔ بہت اچھا۔ میں ابھی روانہ ہوتا ہوں۔ چنانچہ خط لے کر گھوڑے کو آگے لگا کر لے چلا۔ جب میں ریتی چھلہ میں پہنچا۔ تو اس پر سوار ہو گیا۔ اور دیکھا کہ گھوڑا بالکل تندرست ہو گیا۔ میں گورداسپور پہنچا۔ مجسٹریٹ سے خط کا جواب لیا۔ اور قریباً ایک بجے دن کے قادیان واپس آ گیا۔ گھوڑا باندھ کر گیا۔ تو اس وقت حضور گول کمرہ کے پاس ایک چھوٹے سے کمرہ میں تشریف رکھتے تھے۔ میں حاضر ہوا۔ مجھ سے خط لیکر رکھ لیا۔ اور فرمایا۔ تمہارے لئے پانی لاؤں۔ تم دھوپ میں آئے ہو۔ ایک گاؤ تکیہ وہاں چارپائی پر پڑا تھا۔ میں اس پر سر رکھ کر سو گیا۔ گھنٹہ یا ڈیڑھ گھنٹہ کے بعد میری آنکھ کھل گئی۔ تو کیا دیکھتا ہوں۔ کہ خدا کا پیارا نبی مجھے پنکھا کر رہا ہے۔ میں جھٹ کھڑا ہو گیا۔ فرمایا۔ کوئی حرج نہیں میں نے سمجھا۔ تم تھکے ہوئے ہو۔ لو شربت پی لو۔ میں شربت پی کر بھاگ آیا۔

یہ تھے آپ کے خادموں سے سلوک۔

میری پہلی بیوی مرحومہ کے پہلے دو لڑکیاں ہوئیں۔ پھر دو لڑکے۔ چنانچہ یہ دونوں ہی نہ سنتے تھے۔ اور نہ بولتے تھے۔ بڑا چار برس کا ہو کر فوت ہو گیا۔ اور چھوٹا گو سنتا اور بولتا نہ تھا۔ مگر ہوشیار اور ذہین تھا۔ اس سے مجھ کو بہت محبت تھی۔ حضور علیہ السلام گورداسپور مقدمہ کی تاریخوں پر تشریف لے جاتے تھے۔ تو مجھ کو ضرور اردل میں رکھا کرتے تھے۔ اس زمانے میں یکے نہ ہوتے تھے۔ جب آپ صبح کو روانگی کے لئے تشریف لاتے۔ تو فرماتے۔ میاں فضل الرحمٰن کہاں ہیں؟ اگر میں حاضر ہوتا تو بولتا۔ ورنہ آدمی بھیج کر مجھے گھر سے طلب فرماتے۔ کہ جلدی آؤ۔ حضور ع کا یکہ ہمیشہ میں ہی ڈرائیو کرتا تھا۔ یکہ بان کو حکم نہ تھا۔ کہ ڈرائیو کرے۔ میں ڈرائیور کی جگہ پر بیٹھ جاتا۔ اور میاں شادی خاں مرحوم میرے آگے ساتھ بیٹھ جاتے۔ اور یکے کے اندر حضور ہی تشریف رکھتے۔ اس دوران میں میرا وہ دوسرا بچہ بیمار ہو گیا۔ اور اسکو ٹائیفائڈ ہو گیا۔ حضور ع اکثر اس کو دیکھنے کو تشریف لاتے تھے۔ تاریخ مقدمہ سے ایک دن قبل میری بیوی نے کہا۔ کہ حضور کو دعا کے لئے لکھو۔ میں نے کہا جبکہ آپ ہر روز اسکو دیکھنے کو تشریف لاتے ہیں۔ تو لکھنے کی کیا ضرورت ہے۔ مگر اس نے اصرار کیا۔ تو میں نے عریضہ لکھ دیا۔ حضور نے اس پہ تحریر فرمایا۔ کہ میں تو دعا کروں گا۔ پر اگر تقدیر مبرم ہے۔ تو ٹل نہیں سکتی۔ یہ الفاظ پڑھ کر میرے آنسو نکل آئے۔ بیوی نے پوچھا۔ کیوں؟ میں نے کہا۔ کہ اب یہ بچہ ہمارے پاس نہیں رہ سکتا۔ اگر اس نے اچھا ہونا ہوتا۔ تو آپ یہ نہ لکھتے خیر دوسرے دن صبح کو روانگی تھی۔ سب لوگ چوک میں منتظر کھڑے تھے۔ کہ حضور برآمد ہوئے۔ اور کسی سے کوئی بات چیت نہیں کی۔ اور سیدھے میرے گھر تشریف لے آئے۔ بچہ کو دیکھا دم کیا۔ اور مجھے فرمایا۔ کہ آج تم یہیں رہو۔ میں کل آ جاؤنگا۔ بچہ کی حالت تشویشناک ہے۔ چنانچہ میں رہ گیا۔ حضور ع کے سارے سفروں میں صرف یہی ایک دن تھا۔ کہ میں حضور ع کی معیت میں نہ جا سکا۔ ۴ بجے شام کے بچہ فوت ہو گیا۔ اور مغرب کے وقت دفن کر دیا۔ صبح دس بجے کے قریب حضور انور تشریف لائے۔ اس بچہ کے بعد ایک لڑکی تھی۔ جس کو میں نے اس وقت سے اٹھایا ہوا تھا۔ مہمانخانہ کے پاس جا کر میں نے حضور علیہ السلام سے مصافحہ کیا۔ فرمایا۔ مجھے تمہارے بچہ کے مرنے کا بہت افسوس ہوا ہے۔ اور میں نے تمہارے اور اس کے لئے بہت دعا کی ہے۔ اللہ تعالیٰ تم کو نعم البدل دیگا۔ اور وہ سننے والا اور بولنے والا ہوگا۔ میں نے عرض کیا۔ حضور میرے گھر میں پہلے دو لڑکیاں ہوئیں۔ پھر دو لڑکے۔ پھر ایک لڑکی موجود ہے۔ اس کے بعد دوسری لڑکی ہوگی۔ اگر لڑکی ہوئی۔ تو نعم البدل کیسے؟ ہاں اگر لڑکا ہوا۔ تو نعم البدل ہوگا۔ حضرت قبلہ مولوی صاحب خلیفہ اول رض نے بڑھ کر میرے سینہ پر تھپڑ مارا کہ گستاخی کرتے ہو۔ حضور علیہ السلام نے مسکرا کر فرمایا۔ کہ میاں ہمارے خدا کو تو یہ بھی طاقت ہے۔ کہ آئندہ لڑکیوں کا سلسلہ ہی منقطع کر دے۔ چنانچہ اس کے بعد مرحومہ بیوی کے ہاں سات بچے ہوئے جو سب کے سب لڑکے تھے۔ لڑکی کوئی نہیں ہوئی۔

اس کے بعد مجسٹریٹ تاریخیں قریب قریب ڈالنے لگا۔ اس لئے حضور ع نے گورداسپور میں ہی مکان کرایہ پر لے لیا۔ اور وہیں ڈیرے ڈال دیئے۔ دورانِ قیام گورداسپور میں مجھے ایک کمرہ الگ ملا ہوا تھا۔ جس میں گھوڑے کا سامان۔ دانہ۔ گھاس اسباب اور سامان برف سوڈا وغیرہ چونکہ یہ بھی میرے ہی سپرد تھا۔ اس لئے یہ سب چیزیں وہیں پڑی رہتی تھیں۔

ایک رات سونے میں مجھے معلوم ہوا۔ کہ کوئی شخص میرے پاؤں دبا رہا ہے۔ میں نے پوچھا۔ کون؟ حضور علیہ السلام نے فرمایا۔ اٹھو۔ مولوی یار محمدؐ قادیان سے آئے ہیں۔ وہ کہتے ہیں۔ کہ والدہ محمود بہت بیمار ہیں۔ آپ گھوڑا تیار کریں۔ اور میں خط لکھتا ہوں۔ ان کے ہاتھ کا جواب لانا۔ اندھیرا تھا۔ میں اٹھ کر دیوار پر ہاتھ مارنے لگا۔ فرمایا کیا ڈھونڈتے ہو۔ میں نے عرض کیا۔ پگڑی۔ حضور علیہ السلام نے اپنے سر سے پگڑی اتار کر فرمایا۔ یہ لو پگڑی۔ اور جلدی تیار ہو جاؤ۔ عرض کیا۔ بہت اچھا۔

میں نے گھوڑے کے آگے دانہ رکھا۔ زین لگائی۔ کپڑے پہنے۔ (یہ پگڑی میں نے اپنے کپڑوں کے صندوق میں رکھ دی جب تک۔ یہ پگڑی میرے صندوق میں رہی۔ میں نے کبھی کوئی پگڑی مول نہیں لی۔ خود بخود پگڑیوں کے تحفے آتے رہتے تھے۔ دوست اس کے ٹکڑے ٹکڑے کر کے بطور تبرک لے گئے۔ اور وہ ختم ہو گئی) اور تیار ہو کر حضور ع کے پاس پہنچا۔ فرمایا تیار ہو۔ عرض کیا۔ حضور تیار ہوں۔ اس وقت مولوی عبدالکریم صاحب مرحوم نے صبح کی اذان شروع کی۔ اور میں خط لیکر روانہ ہو گیا۔ مجھے انکار نہیں کہ میں بہت جلد چلتا رہا۔ مگر اٹھارہ میل کا فاصلہ تھا۔ سبحان اللہ جب میں مسجد مبارک کے دروازہ سے گھوڑا باندھ کر اوپر پہنچا۔ اور زنجیر ہلائی۔ تو اس وقت مسجد مبارک میں تکبیر ہونے لگی تھی۔ میں نے حضرت اماں جان کو خط دیکر زبانی عرض کیا۔ کہ آپ کی علالت کی خبر پہنچی ہے۔ آپ نے فرمایا۔ نعوذ باللہ۔ میں تو بالکل تندرست ہوں۔ میں نے عرض کیا۔ کہ خط کو آپ بعد میں پڑھتے رہیں۔ مجھے لفافہ پر اتنا ہی لکھ دیں۔ کہ طبیعت ٹھیک ہے۔ آپ نے لکھ دیا۔ اور میں فوراً نیچے اتر کر گھوڑے پر سوار ہوا۔ اور فوراً گورداسپور کی طرف روانہ ہو گیا۔ خدا تعالےٰ کی شان دیکھو۔ جب میں گورداسپور مکان پر پہنچا۔ تو اس وقت مولوی عبدالکریم صاحب مرحوم نے آخری سلام پھیرا تھا۔ حضور علیہ السلام نے مجھے دیکھ کر فرمایا۔ میاں کیا تم ابھی تک یہیں ہو۔ میں نے عرض کیا۔ کہ حضور میں تو واپس بھی آ گیا ہوں۔ فرمایا۔ یہ کس طرح ممکن ہے؟ میں نے لفافہ پیش کیا۔ الغرض تمام دن یہی چرچا رہا۔ کہ یہ تو صورت معجزہ کی ہو گئی۔ بلکہ اس کے بعد بھی کئی دن تک اس واقعہ کا چرچا جاری رہا۔

انہی ایام میں مجھے گھر سے خط ملا۔ کہ مجھے آ کر دیکھ جاؤ۔ میں بیمار ہوں۔ چنانچہ حضور علیہ السلام سے اجازت لیکر میں قادیان گیا۔ اور دریافت پر معلوم ہوا۔ کہ کئی روز سے کھانسی کے ساتھ خون آتا ہے۔ میں قارورہ لے کر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا۔ کیونکہ حضرت مولوی صاحب رض بھی گورداسپور میں ہی تھے۔ حضور علیہ السلام نے فرمایا۔ کہ تم فوراً جا کر مریضہ کو یہاں لے آؤ۔ میں مکان کا انتظام کرتا ہوں۔ رتھ لے جاؤ۔ چنانچہ حضرت نواب صاحب کا رتھ جو حضور انور کی خدمت میں موجود رہتا تھا۔ لیکر میں قادیان گیا۔ اور بیوی بچوں کو لیکر گورداسپور میں پہنچ گیا۔ ان دنوں ڈاکٹر اسماعیل خاں صاحب۔ ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ صاحب ڈاکٹر محمد حسین شاہ صاحب اور ڈاکٹر نور محمد صاحب وہاں موجود تھے۔ حضور ع نے ان لوگوں کو حکم دیا۔ کہ اچھی طرح تشخیص کرو۔ چنانچہ انہوں نے بعد معاینہ عرض کیا۔ کہ پھیپھڑے میں دو بڑے بڑے بخارے پڑ گئے ہیں۔ بچنا محال ہے۔ یہ سنکر حضور علیہ السلام نے مجھے فرمایا۔ کہ آپ گھبرائیں نہیں۔ انشاء اللہ صحت ہو جائے گی۔ میں دوائیں منگواتا ہوں۔ چنانچہ ڈاکٹر نور محمد صاحب کو آپ ع نے کچھ لکھ دیا۔ اور تیسرے دن وہ چھ شیشیاں دوائی کی لے آئے۔ حضور نے اول الذکر غذا سے پہلے اور مؤخر الذکر غذا کے بعد دونوں وقت کی ہدایت فرمائی۔ اور یہ بھی فرمایا۔ کہ تازہ جلیبی دودھ میں ڈال کر کھانے کو دیا کرو۔ اور کوئی غذا نہ دینا۔ اور ساتھ ہی دس روپیہ کا نوٹ دیا۔ کہ یہ فی الحال خرچ کے لئے لے لو۔ چنانچہ میں نے حسب الحکم علاج شروع کر دیا۔ غالباً دو اڑھائی مہینے اس کے بعد ہم گورداسپور میں رہے۔ حتیٰ کہ مقدمہ کا فیصلہ ہو گیا۔ اور ہم قادیان روانہ ہو گئے۔ راستہ میں سٹھیالی کے پل پر مقام کیا۔ میری بیوی چھوٹی بچی کو لے کر نہر کے کنارے پر چل رہی تھی۔ کیونکہ جہاں ہمارا ٹانگہ کھڑا تھا۔ وہ جگہ بالکل ایک طرف تھی۔ کہ ٹہلتے ہوئے اس کا پاؤں گڑھے میں پڑا۔ اور وہ گر پڑی۔ جب اس کو اٹھایا۔ تو لڑکی بے ہوش پڑی تھی۔ اور اسکی آنکھیں بے حس و حرکت کھلی پڑی تھیں۔ میں نے اسکو گود میں اٹھایا۔ اور ٹانگہ والے کو جلد ہی ٹانگہ تیار کرنے کو کہا۔ ایسا معلوم ہوتا تھا۔ کہ لڑکی مر گئی ہے۔ اسکی ماں رونے لگی۔ ایک دو آدمیوں نے دریافت کیا۔ کہ کیا معاملہ ہے۔ تو ٹانگہ والے نے اس کو کہا۔ کہ لڑکی فوت ہو گئی ہے۔ میں اسکو گود میں لے کر آگے بیٹھ گیا۔ اور اسکو کہا۔ کہ بہت جلد قادیان پہنچو۔ نہر کی پٹڑی پر سرد ہوا اور پانی کا کنارا۔ ایک یا ڈیڑھ میل گئے تھے۔ کہ لڑکی نے آنکھیں کھول دیں۔ جب حضور ع تک یہ خبر پہنچی۔ تو حضور ع نے یہی حکم دے دیا۔ کہ فوراً چلو۔ وہاں تو کوئی جنازہ پڑھنے والا بھی نہیں۔ چنانچہ سبھی لوگ جلدی جلدی روانہ ہو پڑے۔ سب سے پہلے حضور کی سواری میرے دروازہ کے آگے آ کھڑی ہوئی۔ اور حضور علیہ السلام اندر تشریف لائے۔ اس وقت لڑکی نے دوڑ کر السلام علیکم کہا۔ حضور نے فرمایا۔ ہم نے تو تمہارے مرنے کی خبر سنی تھی۔ الحمد للہ کہ تم اچھی ہو۔ اللہ تعالیٰ تمہاری عمر دراز کرے گا۔ چنانچہ وہ لڑکی امۃ الحفیظ ہے۔ جو شمیم کے تخلص سے برما سے نظمیں اور مضامین بھیجا کرتی ہے۔ (باقی)

شکریۂ احباب

میں نے "الفضل" میں اپنے بیٹے شیخ محمود احمدؐ عرفانی کے لئے دعا کی درخواست کی تھی۔ اور احباب سے چاہا تھا۔ کہ مجھے اطلاع دیں۔ تاکہ میں بھی ان کے لئے خصوصیت سے دعا کروں۔ اس اعلان پر میرے پاس اکثر احباب کے خطوط آئے ہیں۔ جو سراسر محبت اخلاص اور اخوت و مواسات کے جذبات سے لبریز ہیں۔ اکثریت ان خطوط کی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے صحابہ کی ہے۔ ان کو پڑھ کر مجھے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام پہ ایک نیا ایمان پیدا ہوا۔ کہ آپ ع نے اپنے خدام میں شفقت علیٰ خلق اللہ کی کیسی عملی روح پیدا کی ہے۔ جس طرح پر آج ہم صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی عملی زندگی کو حضرت سرور کائنات صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی برہان صداقت کے رنگ میں پیش کرتے ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جو انقلاب اپنے خدام کی زندگیوں میں پیدا کیا ہے۔ وہ بجائے خود آپ کی صداقت کی دلیل ہے۔ میں ایسے تمام احباب کے لئے دعاگو ہوں۔ ان کی دعاؤں نے محمود احمدؐ کی صحت میں بھی اس وقت تک ایک خارق عادت تبدیلی کی ہے۔ اور میں اپنے رب کے فضل و کرم کا امیدوار ہوں۔ اور ہر وقت کہتا ہوں۔ رب انی لما انزلت الی من خیر فقیر۔ فرداً فرداً احباب کے خطوط کے جواب سے تاخیر ہونے کی وجہ سے ان کی ہمدردی محبت اور امداد دعا کے لئے شکرگزار ہوں۔ اور یقین سے لبریز دل رکھتا ہوں۔ کہ وہ دعاؤں کے سلسلہ کو جاری رکھیں گے۔ (خادم عرفانی)

وصیتیں

نوٹ:۔ وصایا منظوری سے پہلے اسلئے شائع کی جاتی ہیں۔ تاکہ اگر کسی کو کوئی اعتراض ہو۔ تو دفتر کو اطلاع کردے۔ (سیکرٹری بہشتی مقبرہ)

ع۶۵۵۷ میں نظیر النساء خانم زوجہ محمد اعظم خاں قوم جٹ پیشہ زراعت عمر ۲۸ سال تاریخ بیعت ۱۹۳۳ء ساکن محلہ باب الانوار قادیان ڈاکخانہ خاص ضلع گورداسپور صوبہ پنجاب بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۸ مارچ ۱۹۴۳ء حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔

مہر مبلغ آٹھ صد روپیہ (واجب الادا) + اثاث البیت مبلغ دو صد روپیہ + قیمت پارچہ جات مبلغ ڈیڑھ صد روپیہ + زیور کلپ طلائی و بندے اور ایک ہلکی سی انگوٹھی طلائی (عبد الرحمن صاحب زرگر احمدی نے ان زیورات کا وزن بلا کھوٹ خالص سونا ۱½ تولہ اندازہ کیا اور قیمت مبلغ ۹۰/- روپے اندازہ کی) میں خود یک صد روپیہ اندازہ کرتی ہوں۔ تاکہ زیادہ سے زیادہ قیمت شمار ہو۔ کل جائیداد کی قیمت = ۸۰۰/- + ۲۰۰/- + ۱۵۰/- + ۱۰۰/- = ۱۲۵۰/- روپے۔ میں کل جائیداد کی ۱/۱۰ حصہ کی وصیت کرتی ہوں۔ اس کے علاوہ جو جائیداد میری وفات کے بعد ثابت ہوگی اس پر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی۔ العبدہ نشان انگوٹھا نظیر النساء خانم ساکن محلہ باب الانوار قادیان دار الامان۔ گواہ شد چودھری سلطان علی خاں ساکن محلہ باب الانوار قادیان نشان انگوٹھا۔ گواہ شد محمد اعظم خاں راقم الحروف محلہ باب الانوار قادیان۔ خاکسار بحق صدر انجمن احمدیہ وعدہ کرتا ہے۔ کہ چند ماہ تک۔ اپنی اہلیہ نظیر النساء خانم کا حصہ وصیت ادا کردوں گا۔ محمد اعظم خاں بقلم خود۔

ع۶۵۵۸ میں احمد دین ولد میاں عیدا قوم مغل پیشہ ملازمت عمر ۳۶ سال تاریخ بیعت ۷ اپریل ۱۹۴۲ء ساکن چک ۱۹۲ گ ب ضلع لائل پور حال مدرسہ ڈاکخانہ خاص حال کلیانہ ضلع لائل پور حال منٹگمری صوبہ پنجاب۔ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۱۹/۲/۴۳ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں:۔

اس وقت میری کوئی جائیداد نہیں۔ میرا گذارہ ماہوار تنخواہ پر ہے۔ جو مبلغ ۱۵/۳۰ روپے ہے۔ اس کے علاوہ آج کل مجھکو عارضی طور پر مبلغ ۱۴/- روپے مہنگائی الاؤنس ملتا ہے۔ میں اس کے دسویں حصہ کی وصیت کرتا ہوں۔ اسی طرح میرے مرنے پر جو جائیداد ثابت ہو۔ اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی وصیت کرتا ہوں۔ میں اگر اپنی زندگی میں کوئی رقم حصہ جائیداد کے طور پر داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کر دوں۔ تو وہ رقم حصہ جائیداد میں سے میرے مرنے پر منہا کی جائے گی۔ ۱۹/۲/۴۳۔ العبد خاکسار احمد دین ولد میاں عیدا قوم مغل سکنہ ۱۹۲ گ ب تحصیل سمندری ضلع لائل پور حال اول مدرس مدرسہ مدسیاں تحصیل پاکپٹن ضلع منٹگمری۔ بقلم خود۔ گواہ شد محمد عبد اللہ ولد شیخ محمد اکرام قوم شیخ ملی ساکن کلانور ضلع گورداسپور حال انگلش ماسٹر گورنمنٹ ہائی سکول پاکپٹن بقلم خود ۱۹/۲/۴۳۔ گواہ شد غلام احمد خاں ولد نتھو خاں راجپوت سٹروعہ ضلع ہوشیارپور اپڈوکیٹ پاکپٹن ۱۹/۲/۴۳۔

ع۶۷۶۸ میں کریم بھائی ولد ابراہیم بھائی قوم راجپوت راٹھور پیشہ تجارت عمر ۵۱ سال تاریخ بیعت اپریل ۱۹۳۹ء ساکن حال راولپنڈی ڈاکخانہ خاص ضلع خاص صوبہ پنجاب بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ یکم مارچ ۱۹۴۳ء حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ (۱) میری اس وقت کوئی جائیداد غیر منقولہ نہیں۔ اس وقت صرف میری سائیکلوں کی دوکان ہے۔ جس میں ایک ہزار کی مالیت کا سامان پڑا ہوا ہے۔ اسکی آمد پر جو پچاس روپیہ تک ہوتی ہے۔ میرا گذارہ ہے۔ میں اس آمد کے ۱/۱۰ حصے کی وصیت کرتا ہوا یہ عہد کرتا ہوں۔ کہ ہر ماہ اپنی آمد کا ۱/۱۰ حصہ باقاعدہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کو ادا کرتا رہوں گا۔

(۲) اس کے علاوہ اس ایک ہزار کی مالیت کی دوکان کی بھی ۱/۱۰ حصے کی وصیت کرتا ہوں۔ کہ میرے مرنے پر اس کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔

(۳) اگر میں نے اپنے مرنے سے قبل کوئی جائیداد اس کے علاوہ پیدا کی۔ تو اس پر بھی میری یہ وصیت عائد ہوگی۔ یعنی اس کے بھی ۱/۱۰ حصے کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ والسلام العبد بقلم خود کریم بھائی مالک جارج سائیکل ورکس نیا محلہ راولپنڈی۔ گواہ شد اقبال احمد خاں ایاز احمدی سکرٹری مال انجمن احمدیہ مری روڈ راولپنڈی۔ گواہ شد چراغ الدین مبلغ انجمن احمدیہ مری روڈ راولپنڈی۔

ع۶۷۶۲ ۔ میں مسمی عبد المنان ولد چودھری اللہ بخش قوم راجپوت پیشہ ملازمت عمر ۲۶ سال تاریخ بیعت پیدائشی احمدی ساکن قادیان دار الامان ڈاکخانہ خاص ضلع گورداسپور صوبہ پنجاب بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۲۱/۲/۴۳ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔

اس وقت میری کوئی جائیداد نہیں۔ میرا گذارہ میری ماہوار آمدنی پر ہے۔ جو مبلغ چھیالیس روپے ہے۔ میں اپنی ماہوار آمدنی کا دسواں حصہ تازندگی داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا رہوں گا۔ میرے مرنے پر اگر کوئی میری جائیداد ثابت ہو تو اس کے بھی دسویں حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان دار الامان ہوگی۔ العبد عبد المنان احمدی ولد چودھری اللہ بخش قادیان حال منی پور روڈ آسام ع۱۵۷۷۰۵ نمبر I بی۔ او۔ ڈی معرفت نمبر ۶ پوسٹ آفس انڈیا۔ گواہ شد محمد بوٹا دوکاندار قادیان۔ گواہ مرزا نذیر علی مالک بھٹہ برلاس قادیان۔

ع۶۷۸۱ ۔ میں شیخ محمد اسحاق ولد شیخ مشتاق حسین صاحب قوم شیخ قانونگو عمر ۲۵ سال تاریخ بیعت پیدائشی احمدی ساکن ۱۳ ٹمپل روڈ لاہور ڈاکخانہ لاہور ضلع لاہور صوبہ پنجاب بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۱۹ فروری ۱۹۴۳ء حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔

اس وقت میری کوئی منقولہ یا غیر منقولہ جائیداد نہیں۔ مجھے میرے والد صاحب کی طرف سے مبلغ پندرہ روپے ماہوار بطور جیب خرچ ملتا ہے۔ میں اس کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا ہوں۔ نیز میرے مرنے کے بعد جو بھی منقولہ یا غیر منقولہ جائیداد ثابت ہو۔ اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ اگر میں نے کوئی حصہ وصیت اپنی زندگی میں ادا کردیا۔ تو وہ اس میں سے منہا سمجھا جائے گا۔ العبد محمد اسحاق بقلم خود۔ گواہ شد سید ارتضیٰ علی۔ گواہ شد مرزا منیر احمد۔

ع۶۳۸۷ میں مسماۃ عائشہ بی بی بنت غلام حسین صاحب زوجہ محمد عثمان پنشنر مدرس قوم انصاری پیشہ امور خانہ داری عمر ۵۱ سال تاریخ بیعت ۲۷ دسمبر ۱۹۱۱ء ساکن ڈیرہ غازیخان ڈاکخانہ خاص ضلع خاص صوبہ پنجاب بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۲۲ دسمبر ۱۹۴۲ء حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔ میری جائیداد غیر منقولہ از قسم زرعی وسکنی وغیرہ کوئی نہیں ہے۔ اور نہ ہی میری کوئی ماہوار آمد ہے۔ میری منقولہ جائیداد مندرجہ ذیل ہے۔ کنگن طلائی ۴ تولہ۔ چیلکاں طلائی دس عدد ۳ تولہ قیمتی اندازاً ساڑھے تین سو روپیہ۔ حق مہر بصورت زیورات میں خاوند سے وصول کرچکی ہوں۔ میں اس جائیداد کے ۱/۱۰ حصہ کی بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان وصیت کرتی ہوں۔ اگر اس جائیداد کے ۱/۱۰ حصہ کی قیمت اپنی زندگی میں داخل کرکے رسید حاصل کرلوں۔ تو صدر انجمن احمدیہ قادیان کو میری اس جائیداد سے کوئی تعلق نہ ہوگا۔ ہاں اگر میری وفات کے بعد اس جائیداد کے علاوہ میری کوئی اور جائیداد ثابت ہو۔ تو صدر انجمن احمدیہ کو اس کا بھی ۱/۱۰ حصہ وصول کرنے کا اختیار ہوگا۔ میری یہ وصیت جو میری آخری وصیت ہے۔ ہر طرح صحیح اور قائم رہے گی۔ خواہ میری نعش بہشتی مقبرہ میں دفن ہوسکے یا نہ ہوسکے۔ میں اور میرے ورثاء اس کے پابند ہوں گے۔ ۲۲ دسمبر ۱۹۴۲ء۔ الامتہ۔ نشان انگوٹھا عائشہ بی بی۔ گواہ شد محمد عثمان خاوند موصیہ بقلم خود سکنہ ڈیرہ غازیخان۔

گواہ شد فضل حق بقلم خود محلہ دار البرکات ولد قطب الدین آئرن مرچنٹس قادیان۔

ع۶۴۲۵ ۔ میں فدا محمد ولد دوست محمد خاں صاحب قوم بلوچ پیشہ ملازمت عمر ۲۴ سال تاریخ بیعت پیدائشی ساکن ڈھورہ حجانہ ڈاکخانہ جام پور ضلع ڈیرہ غازیخاں صوبہ پنجاب بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۳۱/۱/۴۳ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔

(۱) اس وقت میری کوئی جائیداد نہیں۔ کیونکہ والد صاحب دام ظلہ نے جدی زمین کی ابھی شرعی تقسیم نہیں کی۔ اس جائیداد میں ہم پانچ بھائی شریک ہیں۔

(۲) میرا گذارہ ماہوار آمد پر ہے۔ جو اس وقت ۸۰/- روپیہ ہے۔ میں اپنی آمد کے ۱/۱۰ حصہ کی بحق صدر انجمن احمدیہ وصیت کرتا ہوں۔ انشاء اللہ اپنی آمد کا ۱/۱۰ حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ کرتا رہوں گا۔

(۳) نیز اپنی جائیداد و ماہوار آمد کی کمی و بیشی سے صدر انجمن احمدیہ کو مطلع کرتا رہوں گا۔

(۴) اگر میں اپنی زندگی میں کوئی رقم داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ اپنی جائیداد کی قیمت کے طور کروں۔ تو وہ کل رقم واجب الادا سے منہا سمجھی جائے گی۔

(۵) اگر میرے مرنے پر کوئی منقولہ یا غیر منقولہ جائیداد ثابت ہو۔ تو اس کے ۱/۱۰ حصہ کی صدر انجمن احمدیہ قادیان مالک ہوگی۔ العبد۔ خاکسار فدا محمد خاں بی۔ اے کلرک آئی۔ ایم۔ ایس برانچ دفتر ڈائرکٹر جنرل انڈین میڈیکل سروس کینڈی کاٹیج شملہ ۳۱/۱/۴۳۔ گواہ شد (چودھری) عبد الغفور (صاحب) اسسٹنٹ انڈین اورسیز ڈیپارٹمنٹ گورنمنٹ آف انڈیا شملہ۔ گواہ شد فیض عالم خاں سپرنٹنڈنٹ آف کینڈی کاٹیج شملہ ۳۱/۱/۴۳۔

ع۶۴۹۷ میں رؤف النساء بیگم بنت بابو محمد بخش صاحب قوم تلہ جٹ پیشہ خانہ داری عمر ۱۹ سال تاریخ بیعت ۱۹۲۸ء ساکن قادیان ڈاکخانہ خاص ضلع گورداسپور صوبہ پنجاب بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۱۳ فروری ۱۹۴۳ء کو حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔

میری اس وقت صرف مبلغ دو صد روپیہ نقد جائیداد ہے۔ اس کے علاوہ اور کوئی منقولہ و غیر منقولہ جائیداد نہیں۔ میں اس کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتی ہوں۔

نیز یہ بھی اقرار کرتی ہوں۔ کہ آئندہ اگر میری کوئی اور جائیداد ثابت ہو۔ تو اس کے ۱/۱۰ حصہ پر بھی صدر انجمن احمدیہ کا حق ہوگا۔ میں کوشش کرونگی۔ کہ موجودہ روپیہ کا ۱/۱۰ حصہ بہت جلد ادا کرکے رسید لے لوں۔ الامتہ رؤف النساء بیگم بنت بابو محمد بخش صاحب سگنیلر۔ گواہ شد۔ بقلم خود محمد بخش سگنیلر سرگودھا موصی ع۳۹۳۲ ۲۴-۲/۴۳۔ گواہ شد محمد حسین شاہ سکرٹری امانت جائیداد تحریک جدید قادیان موصی ع۲۸۱۱۔

ع۶۵۲۸۔ میں مبارک بی بی بیوہ چودھری علی محمد صاحب قوم جٹ پیشہ امور خانہ داری عمر پچاسی سال تاریخ بیعت ۱۹۰۵ء ساکن ونجوال ڈاکخانہ بھٹہ ضلع گورداسپور صوبہ پنجاب بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۷ مارچ ۱۹۴۳ء حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔

(۱) میری موجودہ جائیداد یکصد روپیہ ہے۔ جو حق مہر میں مجھے میرے مرحوم خاوند سے وصول ہو چکا ہے۔ اور اب وہ میرے بیٹے عزیزم چودھری محمد طفیل صاحب احمدی ساکن موضع مذکور کے پاس ہے۔ میں اس کے ۱/۳ حصہ کی وصیت کرتی ہوں۔

نوٹ: میرے پاس ایک عدد نامہ طلائی وزنی ایک تولہ اور دو عدد بانکاں نقرئی وزنی چالیس تولے تھا۔ مگر اول الذکر زیور مع مبلغ ۵ روپے چندہ مسجد فضل لنڈن میں اور ثانی الذکر زیور یتیم خانہ (دار الشیوخ) میں بذریعہ بابا محمد حسن صاحب والد مولوی رحمت علی صاحب مبلغ سلسلہ ساکن قادیان عرصہ ہوا دے چکی ہوں۔

(۲) اگر میں اپنی زندگی میں کوئی رقم یا کوئی جائیداد خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان بمد وصیت داخل یا حوالہ کرکے رسید حاصل کر لوں۔ تو ایسی رقم یا ایسی جائیداد کی قیمت حصہ وصیت کردہ سے منہا کر دی جائے گی۔

(۳) اگر اس کے بعد کوئی جائیداد اور پیدا کروں۔ تو اسکی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتی رہوں گی۔ اور اس پر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی۔ نیز میرے مرنے کے وقت جس قدر میری جائیداد ہو۔ اس کے ۱/۳ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ فقط

الامتہ نشان انگوٹھا مبارک بی بی مذکورہ موصیہ۔ گواہ شد تاج الدین لائلپوری مدرس تعلیم الاسلام ہائی سکول قادیان۔ گواہ شد بقلم خود محمد طفیل پسر موصیہ ساکن ونجوال ضلع گورداسپور ۷-۳-۴۳۔

ع۶۵۲۷۔ میں مولوی غلام مصطفیٰ ولد مرزا محمد ابراہیم قوم مغل پیشہ تجارت عمر ۲۳ سال تاریخ بیعت پیدائشی احمدی ساکن دھرم کوٹ بگہ ڈاکخانہ خاص ضلع گورداسپور صوبہ پنجاب بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۲۵ فروری ۱۹۴۳ء حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔

(۱) دو گھماؤں تین کنال زمین واقع گاؤں مذکور میں ہے۔ جو ساڑھے سات سو روپیہ میں رہن ہے۔ اس میں میرا ۱/۲ حصہ ہے۔ اور باقی نصف میرے بھائی کا ہے۔

(۲) ایک باغ آموں کا واقع گاؤں مذکور میں ہے۔ جس کا رقبہ تقریباً ۴ کنال ہے۔ یہ بھی مبلغ دو صد روپیہ میں رہن ہے۔ اس میں میرا ۱/۴ حصہ ہے۔ اور زر رہن میں ۱/۲ حصہ ہے۔ اس باغ میں ایک کنواں بھی ہے۔

(۳) ایک باغ جس میں بیریاں ہیں۔ اور رقبہ دو کنال ہے۔ اس میں میرا ۱/۴ حصہ ہے۔

(۴) امرودوں کا باغ جس کا رقبہ ایک کنال ہے۔ اس میں میرا ۱/۲ حصہ ہے۔

(۵) اراضی تین کنال زرعی ہے۔ اس میں میرا ۱/۲ حصہ ہے۔

(۶) ایک مکان ہے۔ اس کا رقبہ اندازاً تین مرلے ہے۔ جس کی قیمت مع ملبہ اندازاً تین صد روپیہ ہے۔ اس میں میرا ۱/۲ حصہ ہے۔ یہ مذکورہ بالا ساری جائیداد میرے گاؤں مذکور میں ہے۔

(۷) میرا گذارہ بزازی کی تجارت پر ہے۔ جس کی آمد اوسطاً بیس روپے ماہوار ہے۔ میں اپنی اس منقولہ و غیر منقولہ کل جائیداد کے دسویں حصے کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا ہوں۔ اور میں اقرار کرتا ہوں۔ کہ میں اپنی ماہوار آمد کا ۱/۱۰ حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا رہوں گا۔ اور یہ بھی وصیت کرتا ہوں۔ کہ میری جائیداد جو بوقت وفات ثابت ہو۔ اس کے بھی ۱/۱۰ حصے کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ اور اگر کوئی روپیہ ایسی جائیداد کی قیمت کے طور پر داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان وصیت کی مد میں کروں۔ تو اس قدر روپیہ اسکی قیمت سے منہا کر دیا جائے گا۔ فقط۔

العبد غلام مصطفیٰ بقلم خود۔ گواہ شد تاج الدین لائلپوری مدرس تعلیم الاسلام ہائی سکول قادیان۔ گواہ شد نشان انگوٹھا فقیر محمد پریذیڈنٹ جماعت احمدیہ ونجواں ضلع گورداسپور۔

ع۶۵۲۵۔ میں کرم النساء بیگم بیوہ حکیم محمد تقی صاحب مرحوم قوم بھٹہ پیشہ خانہ داری عمر تقریباً ۶۰ سال تاریخ بیعت ۱۹۲۸ء ساکن شاہدرہ ڈاکخانہ خاص ضلع شیخوپورہ صوبہ پنجاب بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۲/۳/۴۳ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔

اس وقت میری کوئی جائیداد منقولہ و غیر منقولہ نہیں۔ لیکن بحالت موجودہ میرے پاس ایک صد روپیہ نقد موجود ہے لہذا میں بقائمی ہوش و حواس اس یک صد نقد کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتی ہوں۔ اور نیز اقرار کرتی ہوں۔ کہ بوقت وفات جس قدر میری جائیداد منقولہ یا غیر منقولہ ثابت ہو۔ اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ العبد ۰ نشان انگوٹھا کرم النساء بیگم صاحبہ گواہ شد ملک مہر الٰہی احمدی پنشنر پوسٹ شاہدرہ بقلم خود گواہ شد مستری علی محمد صاحب ساکن شاہدرہ۔ بقلم خود۔

ع۶۵۲۳۔ میں محمد عبد القادر ولد اخوند محمد افضل خان صاحب قوم غلزئی افغان پیشہ ملازمت عمر بیالیس سال تاریخ بیعت پیدائشی احمدی ساکن قادیان ڈاکخانہ خاص ضلع گورداسپور صوبہ پنجاب بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۷ مارچ ۱۹۴۳ء حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔

میری اس وقت کوئی جائیداد نہیں۔ میرا گذارہ میری ماہوار تنخواہ پر ہے۔ اس وقت میری ماہوار آمد ایک صد پندرہ ۱۱۵/- روپیہ بصورت تنخواہ اور تیس ۳۰/- روپیہ بصورت الاؤنس ہے۔ میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا ۱/۱۰ حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا رہوں گا۔ اور اگر کوئی جائیداد اس کے بعد پیدا کروں۔ تو اسکی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا۔ اور اس پر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی۔ نیز میرے مرنے کے وقت میرا جس قدر متروکہ ثابت ہو۔ اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ المرقوم ۷ مارچ ۱۹۴۳ء مطابق ۷ امان ۱۳۲۲ ہش۔

العبد۔ محمد عبد القادر تعلیم الاسلام ہائی سکول قادیان گواہ شد محبوب عالم خالد مہتمم تربیت و اصلاح قادیان گواہ شد فضل الرحمٰن چغتائی مدرس تعلیم الاسلام ہائی سکول قادیان [illegible]

ع۶۵۳۱۔ میں چراغ محمد ولد چودھری امیر بخش صاحب قوم ڈوگر پیشہ ملازمت عمر ۴۸ سال تاریخ بیعت پیدائشی احمدی ساکن کھارہ ڈاکخانہ کوٹ ٹوڈرمل ضلع گورداسپور صوبہ پنجاب بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۱/۳/۴۳ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میری اس وقت حسب ذیل جائیداد ہے۔

(۱) ملکیت سولہ ۱۶ گھماؤں اراضی ہے۔ جس میں میرا نصف سے کچھ اوپر حصہ ہے۔ موجودہ قیمت پانچہزار روپیہ ہے۔ باقی میں میرا بھائی شریک ہے۔

(۲) قریباً بارہ گھماؤں زمین ہمارے پاس رہن باقبضہ ہے۔ جس میں میرا نصف سے کچھ زائد حصہ ہے۔ زر رہن قریباً دو ہزار روپیہ ہے۔ باقی نصف میں میرا بھائی شریک ہے۔

(۳) ایک مکان رہائشی واقعہ موضع مذکور قیمتی -/۱۵۰۰ روپیہ ہے۔ اس میں میرا نصف حصہ ہے۔ باقی نصف میں میرا بھائی شریک ہے۔

اس میں سے میں ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا ہوں۔ اگر اسکے بعد کوئی اور جائیداد پیدا کروں۔ تو اسکی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا۔ اور اس جائیداد پر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی۔ لیکن میرا گذارہ صرف اس جائیداد پر نہیں۔ بلکہ ماہوار آمد پر بھی ہے۔ جو کہ اس وقت ستر روپیہ ماہوار ہے۔ میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا ۱/۱۰ حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا رہوں گا۔ اور یہ بھی بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان وصیت کرتا ہوں۔ کہ میری جائیداد جو بوقت وفات ثابت ہو۔ اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ اور اگر میں کوئی روپیہ ایسی جائیداد کی قیمت کے طور پر داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان وصیت کی مد میں کروں۔ تو اس قدر روپیہ اسکی قیمت سے منہا کر دیا جائیگا

العبد: چراغ محمد مدرس تعلیم الاسلام ہائی سکول قادیان ۱/۳/۴۳

گواہ شد تاج الدین لائلپوری مدرس تعلیم الاسلام ہائی سکول قادیان ۱/۳/۴۳۔ گواہ شد خاکسار محبوب عالم خالد مہتمم تربیت و اصلاح

ع۶۵۲۹۔ میں غلام رسول ولد چودھری ولی محمد صاحب قوم جٹ پیشہ ملازمت عمر ۳۵ سال تاریخ بیعت پیدائشی احمدی ساکن تلونڈی جھنگلاں ڈاکخانہ قادیان ضلع گورداسپور صوبہ پنجاب بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ یکم مارچ ۱۹۴۳ء حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔

میری اس وقت حسب ذیل جائیداد ہے۔ تقریباً چار گھماؤں زمین زرعی میری ملکیت ہے۔ جسکی کل قیمت اندازاً -/۱۲۰۰ روپیہ ہے۔ مکان جس کی قیمت اندازاً -/۲۲۵ روپیہ ہے۔ گاؤں مذکور میں میری ملکیت ہے۔ میں اس تمام مذکورہ جائیداد کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا ہوں۔ اگر اس کے بعد کوئی اور جائیداد پیدا کروں۔ تو اسکی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا۔ اور اس جائیداد پر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی۔ لیکن میرا گذارہ صرف اس جائیداد پر نہیں۔ بلکہ ماہوار آمد پر بھی ہے۔ جو کہ اس وقت -/۸/۳۸ روپے ہے۔ میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا ۱/۱۰ حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا رہوں گا۔ اور یہ بھی بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان وصیت کرتا ہوں۔ کہ میری جائیداد جو بوقت وفات ثابت ہو۔ اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ اور اگر میں کوئی روپیہ ایسی جائیداد کی قیمت کے طور پر داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان وصیت کی مد میں کروں۔ تو اسقدر روپیہ اسکی قیمت سے منہا کر دیا جائیگا۔ فقط

العبد: غلام رسول مدرس تعلیم الاسلام ہائی سکول قادیان۔

گواہ شد: تاج الدین لائلپوری مدرس تعلیم الاسلام ہائی سکول قادیان ۱/۳/۴۳۔ گواہ شد محبوب احمد خالد مہتمم تربیت و اصلاح قادیان۔

مرکز احمدیت قادیان پر سکھوں کے ممتاز اخبار شیر پنجاب کا ریویو

یہ کتاب جناب شیخ محمود احمد صاحب عرفانی ایڈیٹر الحکم قادیان نے تصنیف کی ہے۔ اس میں مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کی نبوت۔ آپ کی تعلیم آپ کے دعاوی۔ آپ کے اہم سوانح حیات۔ آپ کے خاندان۔ آپ کی اولاد۔ آپ کے سلسلہ کی تاریخ اور احمدیت کے مرکز قادیان کے متعلق احمدی نقطہ نگاہ سے جامع اور دلچسپ معلومات بہم پہنچائی گئی ہیں۔ کتاب کیا ہے۔ احمدیت کے مرکز کا چھوٹا سا انسائیکلوپیڈیا ہے۔ احمدیوں کے خیالات و عقائد سے اختلافات کے باوجود یہ بات تسلیم کرنی پڑتی ہے۔ کہ اس چھوٹی سی جماعت میں اپنے مذہب کی اشاعت کے لئے بے حد جوش پایا جاتا ہے۔ اور ان کی تنظیم قابل رشک ہے۔ ان کی تبلیغی کوششوں کا جال سارے کرۂ زمین پر بچھا ہوا ہے۔ اور وہ نہایت خاموشی سے تمام دنیا میں اپنے مذہب کا پرچار کر رہے ہیں۔ اس کتاب میں اس جماعت کی تمام سرگرمیوں پر روشنی ڈالی گئی ہے۔ جلد کاغذ لکھائی اور چھپائی عمدہ حجم ۴۴۶ صفحہ قیمت درج نہیں۔

میری صحت :- جیسا کہ احباب کرام کو معلوم ہے۔ کہ شروع جنوری ۱۹۴۳ء میں میں بیماری کے شدید حملہ سے بیمار ہوا۔ اور حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ بنصرہ العزیز اور ممبران خاندان حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور صحابہ مسیح موعود علیہ السلام اور دیگر احباب اور دوستوں کی دعاؤں سے میری صحت میں معجزانہ طور پر تبدیلی ہوئی۔ مگر ایک ٹیکہ کے بگڑ جانے سے پھر غیر معمولی تکلیف بڑھ گئی۔ اب اس جگہ اپریشن کر دیا گیا ہے۔ زخم میں اب تک پیپ آتی ہے۔ تاہم زخم رو بصحت ہے۔ اس سے کمزوری پھر بہت بڑھ گئی ہے۔ اسلئے میں اپنے تمام بزرگوں اور بھائیوں سے درخواست کرتا ہوں۔ کہ وہ اپنی دعا کی مدد سے مجھے محروم نہ فرمائیں۔ اللہ تعالیٰ ان سب کو میری طرف سے بہترین جزا دے۔ اور ان سب کا حافظ و ناصر ہو۔ (شیخ محمود احمد عرفانی)

علمائے سوء

مسلمان اہل قلم کی نظروں میں

علماء سوء کے متعلق یہی مقدر تھا۔ کہ وہ اس زمانہ کے مامور و مرسل کی مخالفت کر کے اور کفر کے فتوے لگا کر اور لوگوں کو سچائی سے ورغلا کر راندۂ درگاہ ٹھیر جاتے۔ ان کی اس حالت کو جب حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے طشت از بام کیا اور ان کے صحیح چہرے بے نقاب کئے۔ تو یہ فرزندان ظلمت بہت چیخے اور چلائے۔ اور سیخ پا ہوئے کہ ورثۃ الانبیاء کی بڑی توہین ہوئی۔ اور ہم جو ائمۃ الدین ہیں۔ ہم کو گالیاں دی گئی ہیں۔ اور بُرا بھلا کہا گیا ہے۔ اور ان کو یہ بھول گیا۔ کہ یہ وہی لوگ ہیں۔ جن کے متعلق رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے۔ علماء هم شر من تحت اديم السماء۔ یہ اس زمانے میں بدترین مخلوق ہیں۔ یہ علماء اپنے منہ سے تو میاں مٹھو بنا ہی کرتے ہیں۔ اگر ان تمام تحریروں کو ایک جگہ جمع کر دیا جائے۔ جو مسلمان اہل قلم حضرات کی قلم سے وقتاً فوقتاً نکلتی رہتی ہیں۔ تو وہ ان علماء کی ایک ایسی بھیانک تصویر بن جائے گی۔ جسے دیکھ کر انسان لرزہ بر اندام ہو جائے گا۔ اور وہ ان علماء سوء کی شکل سے سخت متنفر ہو جائے گا۔ الحکم کی آج کی اشاعت میں ہم ایک مختصر سا خاکہ ان ہی کے معتقدین کی قلم سے کھینچا ہوا پیش کرتے ہیں۔ تاکہ ہمارے احباب کو معلوم ہو۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے جو کچھ ان کی نسبت لکھا ہے۔ وہ تو کچھ بھی نہیں۔ اور خدا ترس لوگوں کو عبرت ہو۔ (ایڈیٹر)

ابلیس لعین اور ائمۃ الکفر کے نام

پیشوا ایک مذہبی اور اصلاحی رسالہ ہے۔ اس کی دعوت تبلیغ و ارشاد اور اصلاح ملت ہے۔ تیرہ سال سے وہ ہندوستان کے گوشہ گوشہ میں اور ہندوستان کے باہر افریقہ۔ ملایا۔ عراق عرب۔ ایران۔ افغانستان۔ جرمن۔ اور انگلستان وغیرہ ممالک غیر میں خدا کے پسندیدہ مذہب اسلام کی تبلیغ و اشاعت کر رہا ہے۔ صدہا ہندو۔ سکھ۔ عیسائی۔ اچھوت اس کا مطالعہ تبلیغ فنڈ سے مفت کر رہے ہیں۔ اور خدا کا شکر ہے۔ کہ اسلام کا پیغام جن غیر مسلموں کے گھر پہنچا ہے۔ بے اثر نہیں رہا ہے۔

مگر اسلام کی تبلیغ اور اشاعت کی راہ میں جو گروہ سب سے زیادہ حائل ہے۔ وہ خود بے عمل مسلمانوں فاسق و فاجر اور منافق مولویوں اور جاہل صوفیوں کا ہے۔ جن کو علماء سوء اور ائمۃ الکفر کے نام سے قرآن حکیم اور احادیث رسالت مآب میں یاد کیا گیا ہے۔

یہی وہ بدبخت جماعت ہے۔ جو علمائے اسلام اور صوفیائے کرام کے نام ان کے لباس اور ان کی ظاہری صورت میں ابلیس لعین کی جانشین ہے۔ اور حقیقت تو یہ ہے۔ کہ اپنے اعمال کے لحاظ سے شیطان کے بھی کان کترتے ہیں۔

اس گمراہ۔ جاہل۔ خود غرض۔ مکار۔ عیار۔ بلیک میلر۔ منافق بزدل۔ دین فروش۔ غدار اسلام و وطن۔ کفن کھسوٹ۔ مذہبی گرگ ایرانی المذاق۔ زانی۔ بدمعاش۔ شتر کینہ۔ بد باطن۔ سفلہ پرور جھگڑالو۔ کفر نواز۔ کافر گر۔ خائن۔ فحاش۔ لوطی۔ ننگ اسلام۔ بد اخلاق۔ بدتمیز۔ مذہبی دہشت انگیز۔ زکوٰۃ خور۔ شریف..... صورت گداگر۔ اخلاقی دہشت انگیز۔ جنت اور دوزخ کے ٹھیکیدار جہل مرکب۔ جاسوس۔ احسان فراموش۔ محسن کش۔ بندۂ زر۔ اسیر حرص بد طینت۔ بد باطن۔ خبیث۔ ملعون۔ بہروپیہ۔ قوم فروش۔ لالچی کنگال۔ مفسد۔ شرارت پیشہ۔ مسند نبوت کے دائمی پٹہ دار پکے از اقوام جرائم پیشہ۔ کم ظرف۔ ہوس پرست۔ سنہری ہڈی پر دم ہلا کر پیرووں پر بھونکنے والے سگے۔ مگر سگ کی وفاداری کی گرد کو بھی نہیں پہنچ سکنے والے۔ ٹکڑ گدے۔ بے شرم۔ بے حیا۔ سومنات۔ قومیت کے برہمن جسم اسلام کے ناسور۔ ننگ اسلام۔ قل اعوذیے۔ عبوسا قمطریرا محراب و ممبر کی ذلت۔ مذہب کے نام سے دنیاداری کا پلیگ۔ اسلام کے نام پر انسانیت اور اسلام کی اہانت کا مجسمہ۔ شیطان کے لفٹیننٹ۔ مذہبی گرگٹ۔ نمک حرام۔ چندہ خور۔ چندہ کا چلتا پھرتا پوسٹر۔ یزید اور سید الشہداء کو بیک وقت راضی رکھنے والے علماء سوء۔ جیتو پنڈارے۔ متھرا کے چوبے۔ مذہبی ٹھگ مقدس ڈاکو۔ گرگ صورت۔ اسلامی پوپ۔ ناہنجار۔ نابکار۔ یہودیوں کے احبار کی طرح احکام اسلام میں تنسیخ کرنے والے ملا۔ جاہ پرست خود غرض۔ زمین کے بوجھ۔ خدا کے لاڈلے۔ اپنے ہر خلاف شرع کام کو عین اسلام بتانے والے۔ حسن بن صباح ثانی۔ عبداللہ ابن سبا کے بیٹے۔ عبداللہ ابن ابی کے پوتے۔ ابوجہل کے جانشین۔ ابولہب کے گدی نشین۔ سرمایہ داروں کے غلام۔ حکومت کے ایجنٹ اور ان کے نام جنہوں نے ٹرکی۔ ایران۔ افغانستان مذہب کی آڑ میں حال ہی میں ناکام بغاوتیں کر کے ان آزاد ممالک کو عیسائی حکومتوں کے ہاتھ فروخت کیا اور لاکھوں مسلمانوں کو شہید کرایا۔ اور جہنم میں ان کے مورثوں کی روحوں کے نام جنہوں نے اپنی ذاتی اغراض کے لئے تیرہ سو سال میں ہزاروں حقیقی صوفیوں اور ہزاروں علمائے حق کے سر تن سے جدا کرائے۔ پھانسیاں دلوائیں۔ اور جلا وطن کرایا۔ اور بیسیوں اسلامی سلطنتوں کی اینٹ سے اینٹ بجوا دی۔

"چودھویں صدی کا مولوی"

(از سید عزیز حسن بقائی)

سامنے سے جو صاحب چلے آ رہے ہیں۔ یہ چودھویں صدی کے مولوی ہیں۔ احادیث نبوی میں ان کو علماء سوء کے نام سے یاد کیا گیا ہے۔ ذرا ان کا حلیہ ملاحظہ ہو۔

عمر ۸۰ سال کی چھوٹا قد۔ گول چہرہ۔ سیاہ رنگ۔ خوب فربہ جسم۔ بڑی توند۔ موٹی ناک۔ ہاتھی کی طرح چھوٹی آنکھیں۔ گرجدار آواز۔ الجھی ہوئی لمبی ڈاڑھی۔ رعب دار چہرہ۔ چونکہ عالم دین ہیں۔ اسلئے سنت کے مطابق "چار بیویوں کے شوہر ہیں۔" مگر ہر دو برس کے بعد پرانی جوتی کی طرح ایک پرانی بیوی کو بارہ برس کی دوشیزہ سے تبدیل کر لیتے ہیں۔ چہرہ فربہ ہونے کی وجہ سے مالدہ کا آم معلوم ہوتا ہے۔ پیشانی پر چھوٹے شامی کباب کی برابر دوکانداری گٹھا۔ گوش مبارک اناڑی حلوائی کی جلیبیاں۔ ہونٹ اقدس پکلے کے کنارے۔ نظر کم آتے ہیں۔ شکم مبارک گولائی اور طوالت کی وجہ سے خاصہ قبہ بن گیا ہے۔ چونکہ وعظ و نصیحت اور بیویوں کی دلداری اور ان کے جھگڑوں سے بہت کم فرصت ہوتی ہے۔ اس لئے ڈاڑھی میں کنگھا نہیں کر سکتے۔ ہر جمعہ کو چھنٹ بندی کے باوجود ڈاڑھی اتنی گھنی ہے کہ برگد کی ڈاڑھی معلوم ہوتی ہے۔ طویل اور گرد آلود ہونے کی وجہ سے گنے کی جڑ بھی کہہ سکتے ہیں۔ کالے اور چمکدار چہرہ پر جب منہ میں پان ہوتا ہے۔ تو معلوم ہوتا ہے۔ کہ کلیجی پر چاقو لگا دیا ہے۔ اور جس وقت زبان منہ سے باہر نکلتی ہے۔ تو کالی کلاکند والی کا شبہ ہوتا ہے۔ اور جس وقت مسواک منہ میں ہوتی ہے۔ تو یہ معلوم ہوتا ہے۔ کہ گویا چوری مع ڈنڈی کے اگلی دی ہے۔ دانت اتنے میلے ہیں۔ کہ اگر منصوری پلیسہ دانتوں پر پھیکا جائے۔ تو دانتوں کا میل سریش کا کام دے گا۔ ناک لونگ چڑے والے کی پھلکی۔ جس وقت سانس لیتے ہیں۔ تو یہ معلوم ہوتا ہے۔ گویا بجار ڈکرا رہا ہے۔ ان کی کمر ارنے بھینسے سے بھی بازی لے گئی ہے۔ توند بے ایمان کی قبر کی طرح پھولی ہوئی ہے۔ جس سے سانس لینے میں بڑی دقت ہوتی ہے۔ جسم کی فربہی سے فاحشہ یزید کے مگدر جیسے ہیں۔ آنکھ میں سرمہ لگا کر وعظ میں فلم ایکٹر کی طرح روتے ہیں۔ تو بچے اس ڈاڑھی والی بیچارے ڈر کر بھاگ جاتے ہیں۔ ڈاڑھی میں مہندی کا خضاب لگاتے ہیں۔ تو شرخاب کا شبہ ہوتا ہے۔ جبہ کی جیب میں ایک تسبیح۔ پانوں کی ڈبیہ۔ استنجے کے لئے مٹی کے چند ڈھیلے سرمہ دانی سلائی اور مسواک ضرور ہوتی ہے۔ سنتوں کی طرح نصف پنڈلیاں کھلا ہوا پاجامہ پہنتے ہیں۔ کھانے میں دال ڈاڑھی سے بہہ کر رکابی میں آ جاتی ہے۔ بات کرتے وقت منہ سے تھوک اتنا ... اڑاتے ہیں۔ کہ اپنے کپڑوں پر اور دوسروں کے منہ پر افشاں کر دیتے ہیں۔ راستہ میں مل جائیں تو ایک ہاتھ سے مصافحہ کرتے ہیں۔ اور دوسرے سے چڈے کے داد کو کھجاتے ہیں۔ حنیفی کا عالم ہے۔ مگر کبھی کبھی چار باقرخانیاں دو فیرنی کے خوانچے چار شامی کباب دو پلیٹ بریانی کھا لیتے ہیں۔ جس وقت گرجدار ڈکار لیتے ہیں تو یہ معلوم ہوتا ہے۔ کہ صور قیامت پھونکا جا رہا ہے۔ ان کے وعظ میں فساد کفر۔ قوت باہ۔ خانہ جنگی۔ افتراق۔ غیبت۔ اور اپنے افلاس کا تذکرہ ہوتا ہے۔ کسی دوسرے مولوی کی دوکان اپنے آگے نہیں جمنے دیتے۔ یہ ہے علماء سوء کا مختصر حلیہ۔ (علماء سوء نمبر پیشوا)

وصیتیں

نوٹ:۔ وصایا منظوری سے قبل اسلئے شائع کی جاتی ہیں تاکہ اگر کسی کو کوئی اعتراض ہو۔ تو دفتر کو اطلاع کردے۔ (سیکرٹری مقبرہ بہشتی)

۶۴۶۳ء میں فاطمہ بیگم بنت نتھو قوم راجپوت پیشہ خانہ داری عمر ۲۵ سال تاریخ بیعت دسمبر ۱۹۴۲ء ساکن قادیان محلہ دارالشکر ڈاکخانہ قادیان ضلع گورداسپور بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۴۳/۳/۴ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں:۔

میری اس وقت کوئی غیر منقولہ جائیداد نہیں ہے۔ البتہ میرا خاوند مبلغ پانچ روپے بطور ذاتی خرچ کے لئے عنایت فرماتے ہیں۔ اسی کی میں ۱/۱۰ حصہ کی وصیت کرتی ہوں۔ اور میرا مہر مبلغ ایک صد ہے۔ جس کی ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتی ہوں۔ میرے مرنے کے بعد اگر کوئی میری جائیداد ثابت ہو۔ تو اسکی بھی ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتی ہوں۔ العبدہ نشان انگوٹھا فاطمہ بیگم زوجہ خلیل احمد صاحب دوکاندار قادیان۔ گواہ شد۔ خلیل احمد دوکاندار ولد اسماعیل۔ گواہ شد عبد الرحیم دیانت سوڈا واٹر فیکٹری قادیان۔

۶۴۶۴ء میں غلام فاطمہ بنت مولوی محمد الدین صاحب قوم راجپوت جنجوعہ پیشہ خانہ داری عمر اٹھائیس سال تاریخ بیعت پیدائشی احمدی ساکن قادیان ڈاکخانہ خاص ضلع گورداسپور بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۴۳/۳/۴ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں:۔ میری جائیداد اس وقت صرف مبلغ ایک صد ستر ۱۷۰ روپے نقد ہے۔ میں اس کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت کرتی ہوں۔ نیز اقرار کرتی ہوں۔ کہ میری وفات کے بعد مندرجہ بالا جائیداد کے علاوہ اگر اور میری ذاتی جائیداد ثابت ہو۔ تو اس کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک بھی صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ میں نے یہ الفاظ بقائمی ہوش و حواس روبرو گواہان درج کر دیئے ہیں۔ تاکہ سند رہیں۔ فقط العبدہ۔ غلام فاطمہ۔ گواہ شد ماسٹر محمد بخش سولنگی تعلیم الاسلام ہائی سکول قادیان۔ گواہ شد۔ محمد الدین منشی فاضل کارکن تعلیم الاسلام ہائی سکول قادیان۔ ۴۳/۳/۵۔

۶۴۶۵ء میں امۃ الحفیظ بنت ڈاکٹر غلام علی صاحب مرحوم قوم ہاشمی قریشی پیشہ طالب علم عمر ستارہ ۱۸ برس تاریخ بیعت پیدائشی احمدی ساکن قادیان ڈاکخانہ خاص ضلع گورداسپور بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۴۳/۲/۱۸ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں:۔

میری اس وقت کوئی جائیداد نہیں۔ صرف یکصد روپیہ میرے پاس نقد ہے۔ میں اس کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتی ہوں۔ اس وقت میری کوئی آمد نہیں۔ میرے مرنے پر اگر کوئی جائیداد وغیرہ ثابت ہو۔ تو اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ ہوگی۔ اگر کوئی اور آمد ہوئی۔ تو اطلاع دیتی رہوں گی۔ الامتہ:۔ امۃ الحفیظ جماعت دہم بنت ڈاکٹر غلام علی صاحب مرحوم محلہ دارالفضل قادیان۔ گواہ شد:۔ محمود احمد پنجاب لیجسلیٹو اسمبلی لاہور (حال وارد قادیان) ۴۳/۲/۱۸۔ گواہ شد میاں عبد الرزاق سیالکوٹی محلہ دارالفضل قادیان۔ ۴۳/۲/۱۸۔

۶۴۵۱ء میں محمد احمد عفی عنہ ولد مولوی محمد اسماعیل صاحب فاضل مرحوم قوم ہجرا (جٹ) پیشہ وقف زندگی عمر ۳۱ سال تاریخ بیعت پیدائشی احمدی ساکن قادیان دارالامان ڈاکخانہ خاص ضلع گورداسپور صوبہ پنجاب بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۱۹ تبلیغ ۱۳۲۲ ہش بروز جمعۃ المبارک حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ اس وقت میری جائیداد ایک مکان پختہ واقع محلہ دارالفضل ہے۔ جس کے ۱/۹ حصہ کا میں مالک ہوں۔ اس کے علاوہ کوئی جائیداد نہیں۔ اور میرا گذارہ ۹۰ روپے ماہوار الاؤنس پر ہے۔ جو دفتر تحریک جدید سے ملتا ہے۔ میں اپنی آمد اور جائیداد کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت صدر انجمن احمدیہ کے نام پر کرتا ہوں۔ اگر کوئی اور جائیداد پیدا کروں۔ تو اس کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک بھی صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ آمد میں اضافہ ہوا۔ تو اس میں سے بھی ۱/۱۰ حصہ ماہوار ادا کرتا رہوں گا۔ اگر میں اپنی جائیداد میں سے کوئی حصہ زندگی میں ادا کر دوں۔ تو اسے منہا سمجھا جائیگا۔ فقط العبد:۔ محمد احمد عفی عنہ۔ واقف زندگی تحریک جدید دارالمجاہدین قادیان ۲۲/۲/۱۹ ہش۔ گواہ شد مشتاق احمد بقلم خود دارالمجاہدین قادیان گواہ شد۔ عبد اللطیف عفی عنہ بہاولپوری معلم المجاہدین۔

۶۴۵۹ء میں ملک خیر دین ولد کرم دین صاحب قوم ملک پیشہ تجارت عمر ۵۶ سال تاریخ بیعت دسمبر ۱۹۲۰ء ساکن قادیان ڈاکخانہ خاص ضلع گورداسپور صوبہ پنجاب بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۵ مارچ ۱۹۴۳ء حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔

میری منقولہ جائیداد اس وقت کوئی نہیں ہے۔ البتہ دس مرلہ زمین واقعہ محلہ دارالیسر قادیان میری خرید کردہ ملکیت ہے۔ اس کی قیمت نشیب میں واقع ہونے کی وجہ سے مبلغ یکصد روپیہ ہے۔ اس کے علاوہ میرے پاس ایک گھوڑا قیمتی ۵۵ روپیہ ہے۔ اور میرے اثاث البیت کی مجموعی قیمت مبلغ ۴۵ روپے ہے۔ یہ کل رقم دو صد ۲۰۰ بنتی ہے۔ میری ماہوار آمد اس وقت مبلغ پانچ روپے ہے۔ پس اپنی غیر منقولہ جائیداد یعنی دو سو روپیہ اور اپنی ماہوار آمد یعنی پانچ روپیہ کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان بقائمی ہوش و حواس اور خوشنودی قلب سے کرتا ہوں۔ میری وفات پر مذکورہ بالا جائیداد کا ۱/۱۰ حصہ لے لیا جائے۔ اور اگر میں اپنی زندگی میں اس رقم واجب الادا میں سے کچھ حصہ ادا کر دوں۔ تو میری وصیت کی رقم میں مجرا کر لیا جائے۔ نیز میری وفات پر اگر کوئی اور جائیداد ثابت ہو۔ تو اس پر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی۔ العبد:۔ نشان انگوٹھا خیر دین موصی۔ گواہ شد محمد اللہ داد ریٹائرڈ مدرس محلہ دارالعلوم۔ گواہ شد محمد فضل داد عفی عنہ ٹیچر تعلیم الاسلام ہائی سکول قادیان

۶۴۵۳ء میں مسمی عبد العزیز ولد میاں غلام غوث صاحب قوم گوجر پیشہ طالب علمی عمر ۲۳ سال۔ تاریخ بیعت اپریل ۱۹۳۲ء ساکن چک سکندر حال دارالبرکات قادیان ڈاکخانہ دیوریہ ضلع گجرات صوبہ پنجاب بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۲۸ تبلیغ ۱۳۲۲ ہش حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میری ذاتی جائیداد اس وقت منقولہ یا غیر منقولہ کوئی نہیں ہے۔ البتہ مجھے والد صاحب کی طرف سے پانچ روپے ماہوار بطور جیب خرچ ملتے ہیں۔ میں اس کے دسویں حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا ہوں۔ اگر بعد میں میری کوئی آمنی یا جائیداد پیدا ہوگی۔ تو اس کے دسویں حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ نیز یہ بھی وصیت کرتا ہوں۔ کہ اگر میری وفات پر کوئی جائیداد ثابت ہو۔ تو اس کے بھی دسویں حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ دعا ہے۔ کہ اللہ تعالےٰ قبول فرمائے۔ اور استقامت بخشے۔ العبد میاں عبد العزیز دارالبرکات قادیان ۲۸ تبلیغ ۱۳۲۲ ہش مطابق ۲۸ فروری ۱۹۴۳ء گواہ شد شیخ فضل حق احمدی ریٹائرڈ ریلوے گارڈ دارالبرکات قادیان ۲۸ فروری گواہ شد حاجی محمد اسماعیل ۴۳/۲/۲۸

۶۴۵۵ء میں محمد انوار حسن خاں ولد ڈاکٹر محمد حسین خاں صاحب قوم افغان یوسف زئی پیشہ ملازمت عمر ۲۰ ۱/۲ سال تاریخ بیعت ستمبر ۱۹۳۵ء ساکن سیالکوٹ صدر حال قادیان ضلع گورداسپور صوبہ پنجاب بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۱۹ فروری ۱۹۴۳ء حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔

میری کوئی جائیداد منقولہ یا غیر منقولہ نہیں۔ میں ملٹری میں بحیثیت حوالدار کلرک بمشاہرہ مبلغ ۶۵ روپے ماہوار ملازم ہوں۔ اس کے دسویں حصہ کی میں وصیت کرتا ہوں۔ جو میں انشاء اللہ ماہوار ادا کرتا رہوں گا۔ میری وفات پر اگر میری کوئی جائیداد ہو۔ تو اس کے دسویں حصہ کی بھی صدر انجمن احمدیہ مالک ہوگی۔

العبد محمد انوار حسن خاں سیٹھی منزل محلہ دارالعلوم قادیان۔ گواہ شد عبد الحمید ریلوے اڈیٹر لاہور حال قادیان۔ گواہ شد عبد المجید سیٹھی منزل دارالعلوم قادیان۔

۶۴۶۶ء میں مسمات عائشہ بی بی زوجہ ماسٹر عبد الکریم صاحب قوم احمدی پیشہ خانہ داری عمر ۳۲ سال ۴ ماہ تاریخ بیعت پیدائشی احمدی ساکن محلہ دارالرحمت قادیان ڈاکخانہ خاص ضلع گورداسپور صوبہ پنجاب بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۲۶ فروری ۱۹۴۳ء حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔

(۱) میرے مرنے کے وقت جس قدر میری جائیداد ہو۔ اس کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔

(۲) اگر میں اپنی زندگی میں کوئی رقم یا کوئی جائیداد خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان میں بمد وصیت داخل یا حوالہ کر کے رسید حاصل کر لوں تو ایسی رقم یا ایسی جائیداد کی قیمت حصہ وصیت کردہ سے منہا کر دی جائے گی۔

(۳) میری موجودہ جائیداد میرا مہر ہے۔ جو چار صد ۴۰۰ روپیہ تھا۔ دو صد ۲۰۰ روپیہ میں نے وصول کر لیا ہے۔ جس میں سے میرے پاس صرف ایک کپڑے سینے کی مشین ہے۔ اور آٹھ ماشے سونا ہے۔ مبلغ دو صد ۲۰۰ روپیہ بذمہ خاوند ہے۔ فقط۔ العبدہ:۔ عائشہ بی بی زوجہ ماسٹر عبد الکریم صاحب تعلیم الاسلام ہائی سکول قادیان ساکن محلہ دارالرحمت۔ گواہ شد عبد الکریم بقلم خود خاوند موصیہ گواہ شد عبد اللہ کارکن تعلیم الاسلام ہائی سکول قادیان۔

۶۵۰۶ء میں نور جان بنت حسن دین صاحب مرحوم قوم راجپوت پیشہ خانہ داری عمر ۳۵ سال تاریخ بیعت پیدائشی احمدی ساکن (حال قادیان) کاٹھ گڑھ۔ ڈاکخانہ قادیان ضلع گورداسپور صوبہ پنجاب بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۲۵ فروری ۱۹۴۳ء کو حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔

میری اس وقت صرف مندرجہ ذیل جائیداد ہے۔ انعام طلائی ایک تولہ کا۔ ڈنڈیاں طلائی ایک تولہ کی۔ جسکی موجودہ قیمت قریباً ایک صد بیس روپیہ ہے۔ ایک جوڑی کنگن نقرئی وزن غالباً ۳۰ یا ۳۲ تولہ ہے۔ میرا مہر شرعی ۳۲ روپیہ چھ آنہ تھا۔ جو میرے خاوند کے ذمہ ہے۔ جو مرتد ہو چکا ہے۔ اس کا نام عبد الرحیم ولد احمد حسن مرحوم ہے۔ چونکہ بوجہ مذہبی اختلاف اب اس سے میرا کچھ واسطہ نہیں۔ لہٰذا میں اپنی موجودہ جائیداد کے ۱/۸ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ وصیت کرتی ہوں۔ نیز اقرار کرتی ہوں۔ کہ اگر میری کوئی اور جائیداد ثابت ہوئی۔ تو اس کے ۱/۸ حصہ کی مالک بھی صدر انجمن احمدیہ ہوگی۔ موجودہ حصہ جائیداد کا بھی فارم کے ساتھ ہی بصورت کنگن نقرئی ادا کرتی ہوں۔ فقط۔ الامتہ نشان انگوٹھا مسمات نور جان۔ گواہ شد زاہدہ بیگم۔ گواہ شد میمونہ صوفیہ معلمہ نصرت گرلز ہائی سکول قادیان ۴۳/۲/۲۴ گواہ شد مرزا قدرت اللہ۔

(اللہ بخش سٹیم پریس قادیان میں باہتمام شیخ محمود احمد عرفانی ایڈیٹر و پرنٹر و پبلشر دفتر الحکم تراب منزل قادیان سے شائع ہوا)